بیاد

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

دارالعلوم حقانیہ

اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

الحق

ماھنامہ

صفر ۱۴۲۱ھ مئی ۲۰۰۰ء

مدیر مسئول

مولانا سمیع الحق

محبت الٰہی سے لبریز اکابرین کی تصدیق شدہ چند کتابیں

پسند فرمودہ : عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم
تقریظ : شیخ الحدیث مولانا مفتی نظام الدین شامزی صاحب مدظلہ تعالیٰ
مؤلف : مولانا محمد ارسلان بن اختر میمن

(۱)...... اللہ تعالیٰ بندوں سے کتنی محبت کرتے ہیں ؟

☆محبت الٰہی پر لکھی جانیوالی پہلی مفصل کتاب کی ایک کوشش ☆(۹۹) اسماء الحسنٰی کی عاشقانہ شرح ☆محبت الٰہی سے متعلق قرآنی آیات و (۷۷) احادیث مبارکہ و (۱۶۰) اقوال صوفیاء اور (۲۸) واقعات ☆معرفت الٰہی و قرب الٰہی سے متعلق آیات و احادیث اور (۲۴) اقوال صوفیاء (قیمت : 165/=)

(۲)...... اللہ کے عاشقوں کی عاشقی کا منظر

☆عشق لیلیٰ سے عشق مولیٰ کی طرف لے جانیوالی کتاب (قال الشیخ محمد اختر) ☆عشق الٰہی کی حقیقت و اہمیت پر صوفیاء کے ۵۶ اقوال ☆عشق حقیقی پر آیات و احادیث، اقوال صوفیاء ☆عشاق حقیقی کے عشق پر (۷۰ واقعات) ☆کیفیات عشق الٰہی ☆عشق الٰہی کے اثرات ☆عشق الٰہی کی حقیقت ☆عاشقوں کے آنسو ☆عاشقوں کی موت و قبر کا منظر ☆عشق مجازی کی مذمت پر (۳۰ واقعات) (قیمت : 144/=)

(۳)...... حصول ولایت اور محبت الٰہی کے ذرائع

☆ولی اور ولایت کی حقیقت آیات و احادیث، اقوال صوفیاء کی روشنی میں ☆کیا ولی سے گناہ ہوتا ہے کہ نہیں ؟ ولی کو اپنی ولایت کا پتہ چل جاتا ہے ؟ ☆اقسام ولایت و علامات ولایت ☆کرامت و کشف و الہام کی حقیقت و دلائل قرآن و حدیث، اقوال صوفیاء کی روشنی میں ☆ حصول محبت الٰہی کے ۱۸ ذرائع و اسباب کی اثرانگیز تحقیق مع تفصیل (قیمت : 105/=)

(۴)...... وجوہات محبت (بندے کی اللہ سے محبت کی (۵) اہم وجوہات مع تفصیل)

☆انسانی جسم کے عجائبات پر اہم مضمون ☆انسانی کمپیوٹر پر، قدرتی دوربین کے نظام پر، ٹیلی فون کے نظام پر، ناک کے نظام پر، ذائقے کے نظام پر، دل پھیپھڑے اور ہڈیوں کے نظام پر، خون بنانے اور صاف کرنے کے نظام اور عجائبات پر غور و فکر ☆انسانی جسم پر اللہ کے (۹) عجیب و غریب انعامات پر غور و فکر۔

(۵)...... گناہوں کا سمندر اور رحمت الٰہی کی وسعت

☆حصہ اول حقیقت توبہ ☆درس توبہ و استغفار قرآن و حدیث اور اقوال صوفیاء کی روشنی میں ☆تائب سے اللہ کتنی محبت کرتے ہیں؟ ☆واقعات توبہ، توبہ نہ کرنے کی وجوہات ☆شرائط توبہ، علامات توبہ، اقسام توبہ، چند گناہ کبیرہ مع تفصیل ☆حصہ دوم اسماء رحمت کی عاشقانہ شرح ☆درس رحمت قرآن و حدیث اور اقوال صوفیاء کی روشنی میں ☆رحمت الٰہی کے (۷۰) واقعات۔ (قیمت : 120/=)

(۶)...... نماز میں خشوع و خضوع پیدا کرنے کے طریقے :-

☆حقیقت خشوع و خضوع قرآنی آیات و احادیث مبارکہ اور اقوال صوفیاء مع واقعات کی روشنی میں ☆بغیر خشوع و خضوع کے بغیر نماز ہوتی ہے کہ نہیں ؟ ☆نماز میں خشوع و خضوع حاصل کرنے کے ۱۶ محققانہ طریقے۔ (قیمت : 99/=)

(۷)...... علامات محبت (پسند فرمودہ : حکیم العصر حضرت مولانا یوسف لدھیانوی صاحب مدظلہ العالیٰ)

☆اللہ کی بندوں سے محبت کی ۳۰ علامات قرآنی آیات و احادیث مبارکہ اور اقوال صوفیاء کی روشنی میں ☆ حصول محبت الٰہی کے ذرائع کا مجموعہ ☆اللہ کے دوستوں کی صفات کا مجموعہ ☆۴۰۰ مستند اصلاحی کتابوں کا خلاصہ (قیمت : 300/=)

(۸)...... جوانی کو ضائع کرنے کے نقصانات

☆مشت زنی کی مذمت پر لکھی جانے والی سب سے پہلی کتاب ☆نوجوان نسل کے لئے انتہائی مفید تحفہ (قیمت : 90/=)

ناشر : دارالاشاعت، اردو بازار کراچی ۔ ۱، فون : 2213768

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

جلد نمبر ۔۔۔ 35
شمارہ نمبر ۔۔۔ 8
صفر ۱۴۲۱ھ
مئی 2000ء

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

نگران
حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ

مدیر
حافظ راشد الحق سمیع حقانی

ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

نقش آغاز: دینی مدارس کے خلاف حکمرانوں کے خطرناک عزائم 'دار العلوم حقانیہ میں تحفظ
دینی مدارس کانفرنس۔ افغانستان اور پاکستان میں خشک سالی کی لہر .... راشد الحق سمیع ۲
خطبہ استقبالیہ تحفظ دینیہ کانفرنس .... پیش کردہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ ۶
کانفرنس کا متفقہ اعلامیہ اور قراردادیں .... مولانا زاہد الراشدی ۱۱
نظام اکل شرب میں شریعت کی رہنمائی .... مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ ۱۷
سورج کی موت اور قیامت (قسط ۳) .... مولانا شہاب الدین ندوی (بنگلور 'انڈیا) ۲۶
حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ شخصیت اور خدمات .... مولانا عیسیٰ منصوری (لندن) ۳۶
توہین رسالتؐ کے قانون میں ترمیم .... مولانا محمد شریف ہزاروی ۵۲
بدصورت امریکن .... کرنل (ر) محمد اعظم ۵۵
دار العلوم کے شب و روز .... جناب شفیق الدین فاروقی ۶۰
تبصرہ کتب .... حافظ محمد ابراہیم فانی ۶۳

Baber Hanif Computer Compositer

ماہنامہ الحق دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (سرحد) پاکستان۔ فون نمبر: 630435 , 630340 -(0923)
ای میل نمبر: E-Mail : haqqania@nsr.pol.com.pk

سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ =/15 روپے سالانہ =/150 روپے، بیرون ملک 20$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور

نقش آغاز

راشد الحق سمیع حقانی

دینی مدارس کے خلاف حکمرانوں کے خطرناک عزائم

دارالعلوم حقانیہ میں تحفظ دینی مدارس کانفرنس

یہ ملک وملت کی بدقسمتی سمجھیئے کہ اسے ابتدائے آفرینش ہی سے ایسے حکمرانوں سے پالا پڑرہا ہے' جو ملک کی اسلامی اور نظریاتی اساس کو ادھیڑنے میں لگے ہوئے ہیں۔ ابھی بے نظیر اور نواز شریف حکومتوں کی دین ووطن کے خلاف جاری جنگ خدا خدا کرکے ختم ہوئی تھی کہ ایک بار پھر فوجی حکمرانوں نے اپنے آقا ''امریکہ'' کی ایماء پر انہیں راستوں کو اختیار کرنا شروع کردیا جن پر انکے پیشوا چلتے رہے۔

کمال اتاترک کو آئیڈیل قرار دینے والوں نے اتاترک کی طرح مدارس اسلامیہ اور اسلامی دفعات کے خلاف اعلانیہ طبل جنگ بجادیا ہے۔ چیف آف آرمی سٹاف سمیت حکومتی ارکان وزراء بلکہ سارے حواریانِ حکومت' این جی اوز کے ادارے' دینی مدارس کے بارے میں طرح طرح کی بولیاں بول رہے ہیں۔ دینی درس گاہوں اور اسلامی علوم سے وابستہ طلبا کو ایسے انداز میں دھمکاتے پھر رہے ہیں جس طرح کہ باڑہ مارکیٹوں کے تاجروں' سمگلروں اور دیگر وطن دشمن عناصر کو للکارا جارہا ہو۔ فوجی ڈنڈابردار حکمران سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکنے کی کوشش کررہے ہیں۔

علوم دینیہ کے حاملین' اصحاب صفہ کے امین اور وارثانِ علوم نبویہ کے خلاف وہی زبان استعمال کی جارہی ہے جو مجرموں' کرپشن میں مبتلا سیاستدانوں وغیرہ کے لائق وسزاوار ہے۔ معلوم نہیں کہ حکومت کے تھنک ٹینکس' سیکورٹی کونسل اور دیگر مشیروں کی فوج ظفر موج ملک اور حکمرانوں کو کس سمت میں دھکیل رہے ہیں ——— پہلے ہی سے ملک وملت طرح طرح کے مسائل بلکہ عذابوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ جہاں کے سیاسی نظام کی سانسیں قریب الموت مریض

کی طرح برائے نام چل رہی ہیں۔ بجائے اس کے فوجی حکومت اسکی مسیحائی کرتی الٹا اسکے مرض میں اضافے کی تجویزیں زیر غور ہیں ـــــ مہنگائی کے عفریت نے غریب کے منہ سے روٹی کا نوالہ بھی چھین لیا ہے۔ جہاں نفرتوں' رنجشوں' سازشوں' کے جال نے زندگی کے ہر شعبے کو بری طرح دبوچ لیا ہے اور جہاں عصری تعلیمی نظام طبقاتی سسٹم کی بھینٹ چڑھا دیا گیا ہو۔ پھر نقل اور سفارش کے رجحان نے ڈگریوں کی اہمیت کوڑیوں کے دام کر دی ہو۔ پھر عصری علوم و فنون' فکر و نظر' علم و آگہی اور حکمت و دانش کے گہوارے (سکولز' کالجز اور یونیورسٹیز) غنڈہ گردی' سیاست بازی' ہڑتالوں اور اساتذہ کی توہین و تذلیل کے مراکز بن چکے ہوں۔ ملک و ملت کے ان ناگفتہ بہ اور افسوسناک حالات میں نہ جانے کیوں حکومت کے دل میں یہ بات آئی (یا ڈالی گئی) کہ ان پر امن دینی تعلیمی درس گاہوں کو بھی چھیڑا جائے۔ (کیونکہ ان تعلیمی اداروں نے بھی حکمرانوں کے زعم میں حکومت پاکستان کا سب کچھ ہڑپ کر لیا ہے۔ اور بیرون ملک مضبوط اثاثے منتقل کر دیئے ہیں۔) کبھی حساب و کتاب چیک کرنے کے بہانے تو کبھی غیر ملکی طلبا خصوصاً وسط ایشیا سے آئے ہوئے طلبا کی تعداد اور انکی آمد کا مقصد دریافت کرنے کے بہانے اور کبھی نصاب کی "اصلاح" کے خوشنما دعوؤں کی صورت میں یہ سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ ہمیں اس بات کا اعتراف ہے کہ حساب کتاب اور احتساب ہر ایک کا ہونا چاہیے۔ دینی مدارس کا دامن الحمد للہ پاک و صاف ہے۔ ہم نے پہلے بھی ہزار بار اپنے اکاؤنٹس متعلقہ اداروں کے سامنے پیش کئے ہیں اور آئندہ بھی صد ہزار بار حساب و کتاب پیش کرنے کیلئے تیار ہیں۔ لیکن اسکے لئے بھی ایک باعزت اور باوقار طریق کار ہونا چاہیے۔

اس طوائف الملوکی میں دینی مدارس ہی اپنے دم خم سے انسانیت اور آدم سازی کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ جہاں آج بھی استاد اور شاگرد میں قرون اولیٰ والی انس و محبت اور شفقت و ادب کا لازوال رشتہ موجود ہے۔ یہاں کے در و دیوار خدا کے کلام اور رسول اللہ ﷺ کی مقدس تعلیمات سے گونج رہے ہیں۔ جہاں کے پاکیزہ علمی' دینی اور ادبی ماحول میں عصر حاضر کے فتنوں اور مغربی سیاست کی ضرر رسانیوں کا دور دور تک نام و نشان نہیں پایا جاتا۔ یہ دینی ادارے حکومت کی گرانٹس اور "نوازشات" سے شروع دن سے ہی دور رہے ہیں۔ تو اب ان پر یہ "نظر عنایت" کیوں بڑھتی جا رہی ہے؟

۱۵ ام

اب تک تو ارباب مدارس اور دینی قیادت حکومت کے ان منفی اقدامات کا باریک بینی سے جائزہ لے رہے تھے لیکن اب حکومت کا علی اعلان مزحمتی تحریک اور منفی سرگرمیوں کے شروع کرنے کے بعد دینی جماعتوں اور ارباب مدارس نے بھی الحمدللہ مکمل صف بندی کرلی ہے۔اس سلسلے میں بروقت ' موئثر اور ٹھوس کاروائی گزشتہ دنوں 4 مئی کو دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی طرف سے بلائے گئے اہم اجلاس میں کی گئی۔ یہ اہم نمائندہ اجلاس اتنا موئثر ثابت ہوا اور اسکے اعلامیہ اور قرار دادوں نے فوجی حکومت کے ایوان اقتدار کے درودیوار ہلا کر رکھ دیئے۔ مغربی آلہ کاروں کی ساری کاوشوں پر یک لخت اوس پڑ گئی۔ اجلاس میں ملک بھر کے جید علما مہتممین اور وفاق المدارس کے اہم مرکزی رہنماؤں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔اور حکومت پر واضح کیا گیا کہ دینی مدارس کے خلاف کسی قسم کی مزاحمت قابل برداشت نہیں۔اور نہ ہی ہم آپ کی ایماء پر اپنے تعلیمی نصاب اور نظام میں کوئی تبدیلی قبول کریں گے۔اور نہ ہی ہمیں آپکی خوش نما مراعات اور امداد کی ضرورت ہے۔اجلاس میں دینی مدارس کے تحفظ کے بارے میں ایک نمائندہ اور جامع کمیٹی بھی بنائی گئی جس میں ملک بھر سے علما اور مہتممین حضرات کا انتخاب کیا گیا۔ یہ کمیٹی دیگر مسالک کے وفاقوں سے مل کر دینی مدارس کے تحفظ کے لئے مشترکہ لائحہ عمل طے کرے گی ۔(موجودہ شمارے میں اس نمائندہ اجلاس کی ضروری کاروائی شامل کی جارہی ہے۔اس اجلاس میں ایک ہزار سے زائد علماء اور مہتممین نے شرکت فرمائی کی۔ تبلیغی جماعت کے اہم مرکزی بزرگ اور نامور عالم دین حضرت مولانا مفتی زین العابدین صاحب مدظلہ شدید بیماری کے باوجود اجلاس میں شریک ہوئے۔اکابرین کی تقاریر اور تفاصیل دارالعلوم کے سیاسی پندرہ روزہ میگزین ''ترجمان دین'' کی خصوصی اشاعت میں ملاحظہ فرمائیں)

یہ دینی مدارس اسلام کے مضبوط قلعے ہیں۔اگرچہ انہیں برطانوی اور روسی استعمار اور دیگر مغربی آلہ کاروں نے ماضی میں بھی مٹانے کی مذموم کوششیں کیں 'لیکن وہ بڑی قوتیں خود ہی نیست و نابود ہو گئیں۔موجودہ حکومت کیلئے اس میں بڑی عبرت ہے اگر وہ سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت رکھتی ہے...... ؟ ؎ مر انقش ہستی نہیں مٹنے والا ہتوں کے مٹانے سے مٹتا نہیں ہے

۲۰م

پاکستان اور افغانستان میں خشک سالی کی لہر

پاکستان، افغانستان اور بعض افریقی ممالک میں ان دنوں خشک سالی اور قحط کے امتحان نے قیامت صغریٰ برپا کی ہوئی ہے۔ فقر و غربت تو ویسے بھی اس کلبہ افلاس کا مقدر ہیں۔ ایسے میں بھوک و پیاس کے پیوند بھی اس قبائے چاک کی زینت بن گئے۔ ؎

زندگی کیا کسی مفلس کی قبا ہے جس میں ہر گھڑی درد کے پیوند لگے جاتے ہیں

مال و سیم و زر اور مختلف نعمتوں سے مالا مال عالم اسلام کے برادران اس محشر کی گھڑی میں پانی کی ایک ایک بوند کے لئے ترس رہے ہیں۔ بچے شدت پیاس اور بھوک سے بلک رہے ہیں۔ جانور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر رہے ہیں لیکن کسی کو بھی اس ابتلاء و آزمائش کے لمحات میں امداد و تعاون کا احساس شعور نہیں ہو رہا۔ حکومت کی کاروائیاں جاری ہیں۔ لیکن امداد سے زیادہ ذرائع ابلاغ پر حکومتی مبالغہ آرائی اور تشہیر پسندی کا عنصر نمایاں ہے۔ نامور فلاحی ادارے مسلمانوں کی امداد سے نالاں، قدرت بھی نامہرباں اور ابرِ رحمت بھی گریزاں۔ اس عالم بے سامانی میں کس کے سامنے ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے دامن طلب پھیلائیں.............؟ ؎

کس طرف جاؤں کدھر دیکھوں کسے آواز دوں اے ہجوم نامرادی جی بہت گھبرائے ہے

شاید اس عذاب میں ہماری شامت اعمال کا بھی حصہ ہے اور کچھ حکومتوں کی نااہلی اور ناقص منصوبہ بندی کا بھی دخل ہے۔ خداوند رزاق و کریم تیرے ہی دربار میں ہم اپنا دست طلب دراز کرتے ہیں۔ کہ اپنے پریشاں حال نام لیواؤں پر پیارے نبی ﷺ کے صدقہ اپنے رحم و کرم اور شان رزاقیت کے دروازے وا کر دے۔ ھوالذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا و ینشر رحمتہ۔

O..........☆..........O

نوٹ: توہین رسالتؐ ایکٹ میں ترمیم اور طریقہ کار میں تبدیلی نہ کرنے کا چیف ایگزیکٹیو پرویز مشرف کی پُر زور وضاحت کے بعد لکھے گئے شذرہ کی اشاعت ملتوی کر دی گئی ہے۔

پیش کردہ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مہتمم دارالعلوم حقانیہ

خُطبہ اِستقبالیہ

کل پاکستان تحفظ مدارس دینیہ کانفرنس
منعقدہ دارالعلوم حقانیہ ۳۰ اپریل ۲۰۰۰ء

بسم اللہ الرحمان الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الدین اصطفی اما بعد

بزرگان محترم! اضیاف کرام و مشائخ عظام! سب سے پہلے میں خداوند قدوس کا ہزار بار شکر گزار ہوں کہ جس نے آج اس دور افتادہ گاؤں میں دارالعلوم حقانیہ میں مدارس عربیہ کے اکابر کی ایک قدسی جماعت کے قدوم مبارکہ کی سعادت سے نوازا۔ اسکے بعد میں تمام اکابر مدارس عربیہ کا تہہ دل سے ممنون ہوں کہ یہاں کی دورافتادگی اور ہر لحاظ سے بے سروسامانی کے باوجود دارالعلوم حقانیہ کے خدام کو ایسے برگزیدہ اجتماع کی میزبانی کا شرف بخشا۔ اسکے ساتھ ہی اس مبارک اجتماع میں تشریف لانے والے تمام معزز مہمانان گرامی کا صمیم قلب سے خیر مقدم کرتا ہوں۔ جنہوں نے مدارس عربیہ کی ترقی واستحکام کی خاطر اس دور دراز قصبے کا رخ کیا اور سفر کی صعوبتیں برداشت کیں۔ فجزاکم اللہ عنا وعن سائر المسلمین خیرا الجزاء۔

حضرات گرامی! یہ موقعہ دارالعلوم حقانیہ کیلئے عید سعید سے کم نہیں۔ یہاں کے تمام اساتذہ وطلبہ دیدہ ودل فرشِ راہ کئے ہوئے ہیں۔ یہاں کا ذرہ ذرہ آپ جیسے علمی آفتاب وماہتاب حضرات سے مستنیر و مستفید ہونا چاہتا ہے۔ اور ہم سب خلوص ومحبت کی ساری پونجی آپکے قدموں پر نچھاور کرتے ہیں۔ مگر اس کیساتھ ہمیں اس تقصیر وکوتاہی کا بھی شدت سے احساس واعتراف ہے کہ اس

دیہاتی ماحول میں آپ حضرات کے شایان شان آرام وراحت کا ہرگز انتظام نہیں کر سکے جس پر ہم نہایت عجز واخلاص سے آپ سب حضرات سے معذرت خواہ اور عفو در گذر کے خواستگار ہیں۔

حضرات خادمین قرآن و سنت :- آج ہم ایسے حالات میں یہاں جمع ہیں کہ اعداء اسلام یہود ونصاریٰ اور انکے حواری اور آلہ کار قوتیں دینی مدارس کے اس نظام کو درہم برہم کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔ برصغیر میں انگریزی استعمار کے ڈیڑھ سو سالہ کوششیں، علوم قرآن و سنت کے آفتاب و ماہتاب کو گہنا نہ سکیں اور ملت کا اسلامی تشخص ان مدارس کی بدولت برقرار رہا۔ سوویت یونین کے ظالمانہ اور جابرانہ یلغار کو افغانستان میں ان مدارس سے وابستگان نے روکا۔ نتیجتاً کمیونزم کا سارا ڈھانچہ تہس نہس ہوا۔ ان مدارس کے دیئے گئے جذبہ جہاد سے سوویت یونین بکھر کر قصہ ماضی بنا۔ اور آج پوری کفر کی دنیا افغانستان کے طالبان کو اسلامی نظام سے روکنے میں ناکام ہورہی ہے ۔اور پورے عالم اسلام میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ، حمیت اسلامی اور جذبہ دینی کی لہریں چل پڑی ہیں اس صورتحال نے عالم کفر کو مدارس دینیہ کے بارے میں الرٹ کردیا ہے۔ اور ان مراکز کی اہمیت ان پر آشکارا ہوگئی کہ جسد ملت کیلئے ان مدارس کی حیثیت شہ رگ، نبض حیات اور دل کی دھڑکن سے زیادہ اہم ہے اور بدقسمتی سے پاکستان میں بیرونی طاقتوں سے مرعوب حکمرانوں کی خاندان غلامان وقفے وقفے سے اس نظام کو کبھی دہشت گردی اور فرقہ واریت کے مکروہ پروپیگنڈہ، کبھی مدارس کی فلاح وبہود اور خیر خواہی کی منافقانہ ترغیبات اور کبھی مدارس کے نصاب ونظام کے اصلاح وترقی کے پرفریب منصوبوں کی آڑ میں درہم برہم کرنے یا اسے غیر موثر کردینے اور اسکا دائرہ کار اور آزادی کو کسی طرح پابند اقتدار کردینے کے درپے ہیں۔ بے نظیر اور نواز شریف کے دور حکومت میں اس عالمی صیہونی اور استعماری پروگرام کو آگے بڑھایا گیا مگر خداوند تعالیٰ نے ان ناعاقبت اندیش حکمرانوں کو گرفت میں لیا اور وہ ساری حسرتیں دل میں لئے مکافات عمل کے شکنجوں میں پھنس گئے۔ موجودہ عسکری حکومت کا ابھی آدھا سال نہیں گذرا کہ پھر وہی راگ مختلف سُروں میں چھیڑ دیا گیا ہے۔ اور مدارس کے اصلاح کے نام سے کبھی دہشت گردی اور کبھی فرقہ واریت کی آڑ میں کئی ادارے اور ایجنسیاں سرگرم عمل ہوگئی ہیں۔ ہمیں آج کے اس اجتماع سے ٹھوس لائحہ عمل

اور طریق کار طے کر کے اٹھنا چاہیے کہ بار بار کفر و الحاد کے تھپیڑوں سے اس نور حق اور شمع ہدایت کی حفاظت کیسے کی جا سکے اور بار بار کے ان ظالمانہ چیلنجوں کا کیسے مقابلہ کیا جا سکے ؟

حضرت کرام ! آج ہماری مسرتیں اور خوشیاں اس لحاظ سے بھی دوبالا ہو گئی ہیں کہ اس مبارک اجتماع میں ہمارے قافلہ سالارانِ جہاد حریت امام انقلاب شاہ ولی اللہ دہلویؒ مجاہد کبیر سید احمد شہیدؒ، مولانا شاہ اسماعیل شہید دہلویؒ اور انکے وارثین مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، مولانا گنگوہیؒ، شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ، شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور اس حقانی چھاؤنی کے قافلہ سالار محدث کبیر شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے تلامذہ و دریوزہ گر اور کفش بردار علماء دیوبند یہاں جمع ہیں۔ انکا وجود ہمیں جہاد و عزیمت، اخلاص و للٰہیت، علم و تفقہ اور زہد و تقویٰ کے ان عظیم سرچشموں کی طرف متوجہ کر رہا ہے۔ جو ہمارے اسلاف و اکابر دیوبند کی شکل میں اس صدی میں عالم اسلام کیلئے روشنی کے مینار اور شدو ہدایت کے آفتاب بنے۔ جن کی مثال چشم فلک نے اس صدی میں کہیں اور نہیں دیکھی تھی پھر ریشمی رومال، مالٹا اور الجزیرۃ کے زنداں ہمیں قدوسیوں کی اس عظیم جماعت کی یاد دلاتی ہے جو امیر المومنین، امام المجاہدین سید احمد شہید قدس اللہ سرہ کی قیادت و سیادت میں حق کی علمبردار بنی اور جنہوں نے اپنے خون سے چمنستان اسلام کو سینچا۔

برصغیر کی تحریک جہاد و عزیمت کا سرچشمہ یہی جماعت تھی اور آج خوش قسمتی سے آپ جہاں جمع ہیں تو یہ قصۂ زمین برسر زمین والا معاملہ ہے۔ سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور انکے رفقاء کے مقدس خون نے سب سے پہلے اسی خطہ کو لالہ زار بنایا۔ اور کئی صدیوں بعد اسلامی حدود و شرائط کے مطابق یہ پہلا اسلامی جہاد تھا جو اکوڑہ خٹک کی سرزمین پر اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے لڑا گیا۔ اور امام حریت و شریعت سید احمد شہیدؒ نے اکوڑہ خٹک (کے قیام) کی اس رات کو لیلۃ الفرقان قرار دیا۔ بے شک یہاں جو بھی کچھ حقیر سی خدمت دین ہو رہی ہے یہ انہی فدایان شمع رسالت کے خون شہادت کے برگ و بار ہیں اور انہی نفوسِ قدسیہ کی برکات ہیں جو یہاں کی فضاؤں میں بکھری ہیں۔

بہر زمین کہ نسیمے ز زلف او زدہ است ہنوز از سر آں بوئے مشک می آید

یہ قربانیاں جتنی لافانی تھیں اور یہ جہاد جتنا عظیم اور امر تھا اسکے اثرات و برکات بھی قیام عالم تک جاری وساری رہیں گے۔ یہ دعوت کبھی تحریک دیوبند کبھی تحریک ریشم رومال اور کبھی آزادی ملک وملت کی شکل میں ظاہر ہوئی' تو کبھی علمائے حق کے مدارس ومراکز اور کبھی علمی او ر تحقیقی اداروں' دعوت و تبلیغ کے عالمگیر نظام تبلیغی جماعت اور کبھی جہاد افغانستان اور تحریک طالبان کے نفاذ اسلام اور کبھی پاکستان میں تحریک نفاذ شریعت کی صورت میں نشان دعوت و عزیمت بن کر صفحہ عالم پر ابھرتا اور پھلتا اور پھولتا رہے گا۔

اکوڑہ خٹک کی اس چھوٹی سی بستی پر لیلۃ الفرقان میں شہدأ اسلام کے خون نے چمنستان اسلام کی جو آبیاری کی تو دنیا کے سب سے بڑے اسلام دشمن سامراج سوویت یونین کے ظلم و عدوان کے مقابلے میں جو طائفہ حقہ آہنی دیوار بنا اور افغانستان کی سرزمین پر بدر و حنین کی تاریخ رقم کی اس میں ایک بہت بڑی جماعت اور اہم قائدانہ کردار اسی بستی پر قائم اسی ادارہ دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء اور مستفیدین کا ہے۔ اور آج طالبان کی شکل میں شاہ ولی اللہؒ حضرت سید احمد شہیدؒ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور بطل اسلام شیخ الہندؒ کا جہاد اور نفاذ اسلام کی جدو جہد افغانستان کے پہاڑوں اور وادیوں میں جاری وساری ہے۔

حضرت اکابرین ملک وملت! برصغیر پاک وہند پر برطانوی سامراج کے تسلط کے بعد دینی علوم اور اسلامی فنون کی تعلیم وترویج کا سلسلہ درہم برہم ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ کے دین متین اور اسلامی ورثہ کی حفاظت کے لئے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند اور انکے قدسی صفات مخلص رفقاء کار نے سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ جیسے صاحب بصیرت ولی اللہ کی ہدایات و راہنمائی میں دارالعلوم دیوبند اور دیگر مدارس عربیہ کی داغ بیل ڈالی۔ یہ نہایت بے سروسامانی کا عالم تھا۔ اور دین کی کسمپرسی کا عجیب حال۔ مگر ان اکابرین وقت نے نہایت نازک صورت حال کا بروقت اندازہ لگایا اور برصغیر کے اطراف واکناف میں مدارس دینیہ کا ایک جال پھیلا دیا۔ یہ مساعی کارگر ثابت ہوئیں اور برصغیر کے طویل عہد غلامی واستبداد کے باوجود علوم دینیہ کی ترویج واشاعت کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ اور اسلامی تہذیب وتمدن کا علمی اثاثہ علوم اسلامیہ کی شکل

میں محفوظ و مصئون رہ گیا۔ ان علمی مراکز سے ہزاروں علماء اور رجال کار نکلے۔ جنہوں نے برصغیر میں اشاعت کتاب و سنت کے ساتھ ساتھ آزادی وطن۔ جہاد حریت اصلاح معاشرہ اور تنظیم امت کے کاموں میں شاندار قائدانہ کردار ادا کیا۔ اور بالآخر ان مساعی سے جب ملک آزادی سے ہمکنار ہوا تو دینی اثاثہ ان مدارس کی بدولت محفوظ تھا اور یہ سرزمین دینی لحاظ سے تاشقند و بخارا' اسپین' چینی اور ترکستان جیسے المناک حالات سے دوچار نہ ہوئی۔

پاکستان کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہمارے یہ دینی مدارس اور دارالعلوم اسی سلسلۃ الذہب کی کڑیاں ہیں جو اس امانت الٰہی کی پرچار اور اسلامی صداقتوں کی اشاعت میں شب و روز مشغول ہیں اور انہی مدارس کے دم سے پاکستانی قوم کا دینی تشخص اور اسلامی حمیت قائم و دائم ہے اور ان مدارس و جامعات کی سب سے جامع اور موثر تنظیم' تنظیم وفاق المدارس العربیہ ہے۔ جسے اسکے دوراندیش اصحاب بصیرت نے علم اور دین کی نشاۃ ثانیہ اور تعلیم و تربیت کے انقلابی مقاصد کو پیش نظر رکھ کر قائم کیا۔ اسکے محرکات میں مدارس عربیہ کے احیاء و بقا اور ترقی کا ملاًارتباط و تنظیم کیساتھ ساتھ ملک و ملت کی رہنمائی کیلئے ہر شعبہ حیات میں اعلیٰ ترین رجال کار اور جید علما راسخین کی تیاری بھی تھا۔ جدید عصری تقاضوں کے مطابق تعلیمات اسلامیہ کی ترویج و اشاعت بھی مد نظر رہی ۔ مروجہ نصاب تعلیم (درس نظامی) کو زیادہ سے زیادہ جامع اور موثر بنانا بھی ملحوظ تھا۔ اور اس کیساتھ ہی ان مدارس کو جو کارخانہ حیات انسانی کی رشد و ہدایت کے حقیقی سرچشمے ہیں ان تمام تعلیمی' انتظامی' اخلاقی اور معاشرتی نقائص سے اجتماعی طور پر دور رکھنا بھی اہم ترین مطمح نظر تھا۔ ان تمام اہم مقاصد و عزائم پر ابتدائے قیام سے وفاق کے اکابر اور اجتماعات کے فیصلے' قرار دادیں' ہدایات تحریری شکل اور مطبوعہ رپورٹوں کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ ان تمام چیزوں کو نئے جوش و خروش اور پختہ ایمان و یقین کیساتھ لیکر منزل مقصود کی طرف گامزن ہونا چاہیے اور اگر کارکردگی میں کچھ جھول پیدا ہوئے ہیں تو یہ خامیاں آپس میں مل بیٹھ کر دور کر دینی چاہئیں اور علما کو دیوبند کے اس واحد متفقہ تعلیمی پلیٹ فارم کی سیسہ پلائی دیوار کی طرح حفاظت کرنی چاہیے۔

دار العلوم حقانیہ میں تحفظ مدارس دینیہ کانفرنس کا متفقہ اعلامیہ

نحمده تبارك و تعالىٰ و نصلي و نسلم على رسوله الكريم
وعلى آله وأصحابه و أتباعه أجمعين

پیش کردہ : مولانا زاہد الراشدی

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں ملک بھر کے دینی مدارس کے نمائندگان کا یہ بھرپور اجتماع دینی مدارس کے بارے میں بین الاقوامی سیکولر لابیوں، اداروں اور میڈیا کی مسلسل، منفی اور کردار کشی پر مبنی رپورٹوں کے پس منظر میں حکومت پاکستان کی طرف سے دینی مدارس کے نصاب و نظام کی اصلاح اور انہیں اجتماعی دھارے میں لانے کے خوشنما عنوان کے ساتھ دینی مدارس کے معاملات میں مداخلت کے مبینہ اعلانات کو گہری تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس پر شدید اضطراب کا اظہار کرتے ہوئے حکومت پاکستان قومی حلقوں اور رائے عامہ کو اس سلسلہ میں چند ضروری حقائق کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہے۔

☆ دینی مدارس کا یہ نظام برطانوی استعمار کے ہاتھوں برصغیر پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش میں مسلم اقتدار کے خاتمہ اور ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد اس خطہ میں دینی علوم کے تحفظ اسلامی تہذیب و تمدن کی بقا اور ماضی کیساتھ مسلمانوں کا فکری و عملی رشتہ قائم رکھنے کی غرض سے چند مخلصین اور اہل اللہ کی کوششوں سے وجود میں آیا تھا اور ان مدارس نے کسی قسم کی سرکاری سرپرستی اور امداد کو قبول کئے بغیر باہمی تعاون اور رضاکارانہ مشن کی بنیاد پر عام مسلمانوں کی امداد کے ساتھ اپنے مقاصد کی طرف ایسی کامیاب پیش رفت کی ہے کہ آج پوری دنیائے کفر جنوبی ایشیا کے دینی مدارس کے اس تاریخی کردار پر تلملا رہی ہے۔ اور عالمی استعمار ان مدارس کے ہاتھوں اپنی عبرتناک تہذیبی و ثقافتی شکست پر بدحواس ہو کر ان مدارس کے آزادانہ کردار پر جداگانہ تعلیمی تشخص کے خاتمہ کیلئے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔

۲۷م

☆ ان مدارس دینیہ نے نہ صرف یہ کہ عام مسلمانوں کے ایمان و عقیدہ کا تحفظ کیا ہے بلکہ معاشرہ میں مسجد و مدرسہ کے وجود و کردار کے تسلسل کو قائم رکھا ہے' ارتداد والحاد کے فکری حملوں کا مقابلہ کیا ہے۔ اسلامی طرز معاشرت اور تمدن و ثقافت کو اپنی اصلی شکل میں نئی نسل تک منتقل کیا ہے' مغرب کے سیکولر فلسفہ اور ثقافت کا راستہ روکا ہے' مسلمانوں کی آزادی فکر اور آزادی کردار کی پشت پناہی کی ہے' جنوبی ایشیا میں برطانوی استعمار اور وسطی ایشیا میں روسی استعمار کے تسلط کیخلاف جنگ آزادی کے ناقابل شکست مورچے کا کردار ادا کیا ہے۔ اور اب مغربی ایشیا میں امریکی استعمار اپنے فوجی تسلط اور وحشیانہ معاشی استحصال کو برقرار رکھنے میں سب سے زیادہ خطرہ انہی مدارس سے محسوس کر رہا ہے حتی کہ اس خطہ کے دینی مدارس کا یہ فیضان دنیا کے ہر خطہ کے مسلمانوں تک پہنچا ہے اور آج دنیا بھر میں اسلامی عقائد و اعمال' تہذیب و ثقافت اور اسلام کے اجتماعی معاشرتی کردار کے جو مظاہر ایک بار پھر ابھرتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ انکے پیچھے جنوبی ایشیا بالخصوص پاکستان کے انہی مدارس دینیہ کا ڈیڑھ سو سالہ کردار واضح طور پر جھلکتا دکھائی دے رہا ہے۔

☆ یہ انہی مدارس کے آزادانہ کردار اور جداگانہ دینی و تعلیمی تشخص کا کرشمہ ہے کہ جہاد افغانستان میں ان مدارس کے فیض یافتہ لاکھوں علماء اور طلبہ کی قربانیوں کے نتیجہ میں سوویت یونین جیسی عظیم قوت' ریت کی دیوار کی طرح بکھر کر رہ گئی ہے اور نہ صرف افغانستان کو آزادی نصیب ہوئی ہے بلکہ وسطی ایشیا کی مسلمان ریاستیں اور بالٹیک خطہ کی مسیحی ریاستیں تک آزاد ہوئی ہیں۔ مشرقی یورپ کو روسی تسلط سے نجات ملی ہے۔ جرمنی ایک بار پھر متحد ہوا ہے پاکستان کی شمالی مغربی سرحد ہمیشہ کیلئے محفوظ ہوگئی ہے اور یہ بھی ان دینی مدارس کے طلبہ اور مجاہدین کے خون کا صدقہ ہے کہ یورپ کے ممالک آج ''ریاست ہائے متحدہ یورپ'' کی عملی شکل کو اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں جسکا تصور وہ کبھی خواب میں بھی اپنے ذہنوں میں نہیں لاپاتے تھے۔ لیکن یہ بھی دنیا کی پوری تاریخ میں ''احسان فراموشی'' اور ''نمک حرامی'' کا سب سے بڑا مظاہرہ ہے کہ افغان مجاہدین اور دینی مدارس کے طلبہ و علما کی عظیم قربانیوں کے ثمرات سے جھولیاں بھرنے والے یہی ممالک واقوام انہی مدارس اور طالبان کی اسلامی حکومت کیخلاف گھناؤنی سازشوں میں مصروف ہوگئے ہیں۔

☆ دینی مدارس کا یہ آزادانہ نظام اور جداگانہ تعلیمی تشخص اسلامی جمہوریہ پاکستان کی سابقہ حکومتوں کو بھی کھٹکتا رہا ہے۔ اور کم وبیش ہر حکومت کے دور میں یہ کوشش ہوتی رہی ہے کہ ان مدارس کے جداگانہ نظام تعلیم کو ختم کر کے انہیں ریاستی اداروں کے کنٹرول میں لایا جائے۔ اور مدارس کے میعار کو بہتر بنانے اور انہیں اجتماعی دھارے میں شامل کرنے کے خوشنما نعرہ کے ساتھ ان کے امتیازی کردار سے محروم کر دیا جائے۔ لیکن ہر دور میں دینی مدارس نے متحد ہو کر ایسی ہر کوشش کو ناکام بنایا ہے۔ اور آج جبکہ امریکہ اور دیگر بین الاقوامی قوتوں اور اداروں کی انگیخت پر دینی مدارس کے گرد سازشوں کا ایک نیا حصار قائم کرنے کی تیاری کی جارہی ہے اور حکومت پاکستان کے ذمہ دار حضرات نے دینی مدارس کے نظام کے بارے میں پھر سے الٹے سیدھے بیانات دینا شروع کر دیئے ہیں ایک بار پھر یہ ضروری ہو گیا ہے کہ دینی مدارس اپنے موقف اور کردار کے تسلسل کو باقی رکھنے کیلئے متحد ہو جائیں اور دینی مدارس کے آزادانہ نظام اور جداگانہ دینی تشخص کے خلاف ہر سازش کو ناکام بنا دیں۔

☆ دینی مدارس کے نظام میں مداخلت کے جواز اور انکے آزادانہ کردار کو ریاستی کنٹرول میں لانے کے بہانہ کے طور پر جن امور کا ذکر کیا جاتا ہے ان میں سے کوئی مسئلہ بھی نیا نہیں ہے ان امور پر حکومتوں اور مدارس کے درمیان بیسیوں بار گفت وشنید ہو چکی ہے۔ مدارس نے کبھی کسی جائز بات کو قبول کرنے سے انکار نہیں کیا اور نہ ہی اب کسی جائز اور معقول بات کو تسلیم کرنے سے مدارس دینیہ کو انکار ہے، لیکن اس سلسلہ میں اس اصولی اور فیصلہ کن موقف کا اعادہ ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ :

۱۔ دینی مدارس کے جداگانہ تعلیمی تشخص کے خلاف کوئی بات قبول نہیں کی جائیگی۔

۲۔ دینی مدارس کے آزادانہ نظام اور کردار پر کسی قسم کی کوئی قدغن برداشت نہیں کی جائے گی۔

۳۔ سیکولر ریاستی مشنری اور اداروں کی کسی ڈکٹیشن کو تسلیم نہیں کیا جائے گا۔

دینی مدارس کے حسابات کی جانچ پڑتال کا مسئلہ ہو نصاب و نظام کی اصلاح اور اس کی بہتری کا سوال ہو یا غیر ملکی طلبہ کے داخلہ اور ان کی تعلیم کا معاملہ ہو ہم دینی مدارس کے جداگانہ تعلیمی تشخص، آزادنہ نظام و کردار اور ریاستی اداروں کی عدم مداخلت کے تین بنیادی اصولوں کے دائرہ

میں رہتے ہوئے کسی بھی حلقہ کی ہر جائز تجویز پر غور کرنے کیلئے تیار ہیں لیکن بنیادی اصولوں میں سے کسی ایک کی نفی بھی ہمارے نزدیک دینی مدارس کے تاریخی کردار سے دست برداری کے مترادف ہے جس کیلئے ہم کسی صورت میں اور کسی قیمت پر تیار نہیں ہیں ان حقائق کی روشنی میں اور ان کی بنیاد پر دینی مدارس کے نمائندگان کا یہ ملک گیر اجتماع دینی مدارس کے بارے میں حکومتی عہدیداروں کے حالیہ اعلانات کو قطعی طور پر مسترد کرنے کا اعلان کرتا ہے اور یہ بات واضح کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ اگر حکومت نے ناعاقبت اندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دینی مدارس کے معاملات میں مداخلت کی کوئی کوشش کی تو اسے شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اس کے ساتھ ہی یہ اجتماع تمام مذہبی مکاتب فکر کے دینی مدارس کے ذمہ دار حضرات سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس نازک مرحلہ میں مکمل یک جہتی اور اتحاد کا مظاہرہ کریں اس مقصد کے لئے مختلف مکاتب فکر کے دینی مدارس کے ذمہ دار حضرات سے رابطہ قائم کرنے کی غرض سے ایک رابطہ کمیٹی قائم کی جارہی ہے جس کے کنونیر اور ارکان درج ذیل ہونگے۔

رابطہ کمیٹی برائے تحفظ مدارس دینیہ

کنونیز :۔ شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب

ممبر سرحد ا۔ مولانا قاضی عبداللطیف کلاچی' مولانا حمد اللہ جان ڈاگئی

ممبر پنجاب۔ ا مولانا زاہد الراشدی' گوجرانولہ۔

شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد' فیصل آباد۔ مولانا فضل الرحیم' لاہور

ممبر سندھ۔ا۔ مولانا محمد اسعد تھانوی' مولانا اسفندیار خان' مولانا زرولی خان' مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی۔ ممبر بلوچستان۔ا۔ مولانا اللہ داد کاکڑ' ژوب۔ مولانا عبدالباقی' کوئٹہ' مولانا عبدالغنی 'چمن۔ شمالی علاقہ جات۔ ا۔ مولانا قاضی محمد نثار

روالپنڈی اسلام آباد۔ ا۔ مولانا اشرف علی' مولانا قاری سعید الرحمان۔

آزاد کشمیر۔ مولانا محمد یوسف خان پلندری

اسکے علاوہ کمیٹی کے کنونیر دیگر اکابر کے مشورے سے انکے تجویز کردہ نام بھی کمیٹی میں شامل

کر سکیں گے۔ یہ کمیٹی تمام مکاتب فکر کے دینی مدارس کے وفاقوں کے ذمہ دار حضرات اور اہم رہنما دینی مدارس کے سربراہوں سے ملاقات کر کے ایک مشترکہ موقف اور حکمت عملی کے تعین کیساتھ ساتھ تمام مکاتب فکر کے دینی مدارس کے "مشترکہ تحفظ دینی مدارس قومی کنونشن" کی راہ ہموار کرے گی تاکہ دینی مدارس کے تشخص اور آزادی کے خلاف اس نئی سازش کو ناکام بنانے کیلئے مشترکہ جدوجہد کا لائحہ عمل طے کیا جائیگا۔ یہ اجتماع دینی مدارس کے تمام وفاقوں کے سربراہوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ فوری طور پر مل بیٹھنے کا اہتمام کر کے ملک بھر کے دینی مدارس کے کارکنوں اور مذہبی حلقوں کی راہنمائی کا بروقت فریضہ سرانجام دیں۔ اور دینی مدارس کے خلاف اس عالمی سازش کا نوٹس لیتے ہوئے اسکے بارے میں واضح اور دوٹوک پالیسی کا اعلان کریں۔

اجلاس کی قرار دادیں

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں ملک بھر کے دینی مدارس کا یہ نمائندہ اجتماع حکومت پاکستان کو اس کی آئینی و دینی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہوئے اسکے اس افسوسناک طرز عمل پر شدید احتجاج کرتا ہے کہ ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے ضروری اقدامات کرنے کے بجائے حکومت نے پہلے سے نافذ اسلامی اصلاحات و قوانین کو غیر موثر بنانا شروع کر دیا ہے۔ مثلاً

☆ دستور پاکستان کی معطلی کے بعد دستور کی اسلامی دفعات بالخصوص عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی اسلامی شقوں کے بارے میں ابہام کی فضا قائم ہو چکی ہے اور دینی خلقوں کے مسلسل مطالبہ کے باوجود چیف ایگزیکٹیو اس سلسلہ میں کوئی وضاحت کرنے سے گریز کر رہے ہیں۔

☆ سود کے بارے میں سپریم کورٹ کے واضح فیصلہ کے باوجود ملک سے سودی نظام کے خاتمہ کے لئے حکومت کوئی کارروائی نہیں کر رہی۔

☆ "توہین رسالت" پر موت کی سزا کے قانون کے نفاذ کے طریق کار میں تبدیلی کا اعلان کر کے اس قانون کو غیر موثر بنانے کی سازش کی جا رہی ہے۔

☆ خواتین کے حقوق، ضلع اور دیگر حوالوں سے نکاح و طلاق اور وراثت کے اسلامی قوانین میں ردوبدل کر کے ایک اسلامی ملک میں مسلمانوں کے پرسنل لا کو ختم کیا جارہا ہے

☆ ریڈیو، ٹی وی، اخبارات اور ثقافتی پروگراموں کے ذریعہ حکومتی عہدہ داروں کی سرپرستی میں فحاشی اور بے حیائی کو فروغ دیا جارہا ہے۔

☆ حکومتی حلقوں کے علم میں اور انکی سرپرستی میں جوئے کا غیر شرعی کاروبار ہر سطح پر مسلسل فروغ پارہا ہے۔ حکومت اسکی روک تھام کے بجائے اس حرام خوری کی حوصلہ افزائی کررہی ہے۔

☆ قادیانیوں کی کھلم کھلا سرپرستی کی جارہی ہے اور نہ صرف قادیانیوں کی سرگرمیاں حکومت کی سرپرستی میں علی الاعلان جاری ہیں بلکہ قادیانی اور این جی اوز کے کارندے حکومتی صفوں میں اپنی کمین گاہیں قائم کرچکے ہیں۔

☆ ملک کے تعلیمی اداروں میں اسلامیات کی تعلیم کو مسلسل کم کیا جارہا ہے حتی کہ حکومت سکولوں میں ناظرہ قرآن کریم کی تعلیم کی ذمہ داری قبول کرنے سے بھی انکاری ہے۔

☆ صوبہ سرحد کے مختلف حلقوں کی طرف سے یہ احتجاج عوامی سطح پر سامنے آچکا ہے کہ سکولوں کے تعلیمی نصاب کی متعدد کتابوں میں قرآن کریم کی آیات میں واضح تحریف کی گئی ہے اور قرآنی آیات میں ردوبدل کر کے تحریف شدہ نصاب طلبہ کو پڑھایا جارہا ہے۔

☆ مجوزہ ضلعی حکومتوں اور بلدیاتی اداروں میں خواتین کو مردوں کے مساوی نمائندگی دینے کا اعلان کر کے اسلامی تشخص کو مجروح کیا جارہا ہے حالانکہ یہ مساوی نمائندگی دنیا کے کسی بھی ملک میں حتی کہ امریکہ اور دیگر مغربی ملکوں میں بھی حاصل نہیں ہے۔

ان حالات میں یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ملک کے حالات کو بہتر بنانے اور قومی نظام کی اصلاح کیلئے مغربی ملکوں اور بین الاقوامی سیکولر اداروں کے ایجنڈے پر عمل کرنے کے بجائے اسلامی ایجنڈے قرارداد مقاصد اور دستور کے تقاضوں پر عمل کرنے کا اہتمام کرے۔ ورنہ ملک کے دینی حلقوں کیلئے اس کی پالیسیوں کو زیادہ دیر تک گوارا کرنا مشکل ہو جائے گا۔

☆☆☆

درس ترمذی شریف

افادات : حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مد ظلہ العالی

ضبط و ترتیب : مولانا مفتی مختار اللہ حقانی

نظامِ اکل و شرب میں شریعت کی رہنمائی

امام ترمذیؒ کی جامع السنن کی کتاب الاطعمہ کی روشنی میں

باب ماجأ فی فضل اطعام الطعام

کھانا کھلانے کی فضیلت

حدثنا یوسف بن حماد ثنا عثمان بن عبدالرحمان الجمعی عن محمد بن زیاد عن ابی ہریرۃؓ عن النبی ﷺ قال افشوا السلام و اطعموا الطعام و اضربوا الھام تورثوا الجنان وفی الباب عن عبداللہ بن عمروؓ وابن عمرؓ وانسؓ و عبداللہ بن سلامؓ وعبدالرحمٰن بن عائشؓ و شریح بن ھانیؓ عن ابیہ ھذا حدیث حسن صحیح غریب من حدیث ابی ھریرۃؓ۔ ترجمہ : یوسف بن حماد عثمان بن عبدالرحمان الجمعی سے روایت کرتے ہیں کہ اور وہ محمد بن زیاد سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت ابو ہریرہؓ اور آپؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا سلام کو پھیلاؤ اور کھانا کھلاؤ اور کافر کی کھوپڑی مارو' جہاد کرو تو جنت کے وارث بن جاؤ گے۔ اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ اور عبداللہ بن عمرؓ' حضرت انسؓ' عبداللہ بن سلامؓ' عبدالرحمان بن عائشؓ اور شریح بن ھانی (اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں) سے روایات مروی ہیں۔

حدثنا ھناد ثنا ابو الاحوص عن عطاء ابن السائب عن ابیہ عن عبداللہ بن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ اعبدواالرحمان واطعموا الطعام وافشوا السلام تدخلوا الجنۃ بسلام۔ ھذا حدیث حسن صحیح۔

ہناد ابو الاحوص سے اور وہ عطاء بن السائب سے اور وہ اپنے باپ سے اور اس کا باپ عبداللہ

بن عمر سے روایت کرتے ہیں۔ اور عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رحمان کی عبادت کرو۔ لوگوں کو کھانا کھلاؤ۔ اور سلام پھیلاؤ۔ تو جنت میں سلامتی سے داخل ہونگے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اوروں کو کھانا کھلایا کریں' ایسا نہ کرو کہ سب کچھ اپنے ہی پیٹ میں ڈالتے رہو۔ اسلام میں کھانا کھلانے کی بہت زیادہ ترغیب دی گئی ہے' احادیث کے ذخائر اس سے لبریز ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے عملی طور پر بھی اسکو امت کے سامنے رکھا ہے۔ چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک گھر میں بیٹھا ہوا تھا اتنے میں آپ ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا' گزرتے وقت مجھے اشارہ فرمایا اور اپنے ساتھ ازواج مطہراتؓ میں سے کسی کے گھر لے گئے وہاں روٹی کی تین ٹکیاں اور سرکہ مل گیا۔ آپ ﷺ نے ایک ٹکیہ میرے سامنے رکھی اور ایک اپنے سامنے اور ایک کو آدھا کر کے نصف اپنے سامنے اور نصف میرے سامنے رکھی۔ کھانا کھلانے کے لئے آپ ﷺ نے ایک بڑا پیالہ رکھا ہوا تھا جسکو تین چار آدمی اٹھا کر لاتے تھے اور خصوصاً عید کے دن اسمیں ثرید بنا کر لوگوں کو کھلایا جاتا تھا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مجھے لوگوں کو کھانا کھلانا غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ اس سنت پر عمل کرنے میں صحابہ کرامؓ کے واقعات تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

آج دنیا کی زندگی اس لئے جہنم بنی ہوئی ہے کہ دوسرے کو کھلانے کا کوئی تصور نہیں۔ آج ہم سب کچھ بینک میں جمع کرتے ہیں۔ ادخار' اکتناز اور سرمایہ دارانہ نظام کا یہی تصور ہے کہ اگر کل کی فکر نہ کی گئی تو بھوک سے مر جائیں گے۔ اس لئے ہم سب کچھ سمیٹے رہتے ہیں اور جمع کرتے رہے ہیں۔ جبکہ اسلام کہتا ہے دوسروں کو بھی کھلاؤ۔ کل کی آنی فکر مت کرو۔ اللہ تعالیٰ دینے والا ہے' سب خزانے اسی کے ہاتھوں میں ہیں۔ رزق کا ذمہ اس نے لیا ہے۔

سلام پھیلانا :- افشوا السلام' افشا کا معنی ہے پھیلانا' ظاہر کرنا۔ عرب کہتے ہیں۔ فشا ای ظھر' تو جب ایک چیز پھیل جائے گی تو ظاہر ہو جاتی ہے' تو سلام کو پھیلائیں آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرنا اسلام کی بنیادی علامت ہے تو گویا کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ ہر چھوٹے بڑے مرد و زن اور اپنے پرائے سب کو کہنا چاہیے تم اس کو جانتے ہو یا نہیں' تا کہ ہر طرف سے سلام سلام ہی کی آواز

ہو۔ یہ کیسا عجیب معاشرہ ہوگا' اسلئیے کہ سلام روح ہے' سلام امن ہے' صلح اور خیر خواہی کا پیغام ہے اس میں تمہاری طرف سے مکمل طور پر مخاطب کے لئے وفاداری کا اعلان ہے اور وہ جواب میں وعلیکم السلام کہے کہ تمہارے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیاو آخرت اور دیگر امور میں خیر خواہی اور سلامتی ہو۔ کتنی جامع دعا ہے۔ دنیاوی تسلیمات کا موازنہ جب اسلامی سلام کے ساتھ کیا جائے تو اسلامی سلام کا کوئی جواب نہیں۔ دنیا میں رائج سلام محدود اور وقتی ہوتے ہیں۔ اس میں روح اور جامعیت نہیں ہوتی۔ اگر صرف سلام پر سوچا جائے تو یہی اسلام کی صداقت کیلئے کافی ہے۔

غیر اسلامی سلاموں کا موازنہ :-

یار لوگ کہتے ہیں کہ گڈ مارننگ کہ تمہارا صبح کا وقت اچھا ہو' گڈ ایوننگ کہ تمہاری شام اچھی ہو۔ دوپہر اور رات کا کوئی پتہ نہیں۔ عرب ظالموں نے بھی اپنی تہذیب چھوڑی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ صبحک اللہ بالخیر یا صباح الخیر ' گڈ مارننگ اور مسأ الخیر ' گڈ ایوننگ کی ترجمانی ہے۔ ان سلاموں میں وہ ہمہ گیری نہیں۔ اسلامی سلام السلام علیکم کا مطلب یہ ہے کہ جملہ سلامتیں اللہ کی طرف سے آپ پر دنیاو آخرت' شب و روز' صبح و شام اور تمام امور میں نازل ہوں اور سلامتی بھی ہر چیز سے آئے۔ یہاں میرے والد ماجد حضرت شیخ الحدیثؒ فرمایا کرتے تھے۔ ہمارے پٹھان تو سلام کی بجائے بد دعائیں دیتے ہیں وہ بیچارا مزدوری کر رہا ہے۔ زمین میں ہل چلانے میں مشغول ہے' پسینے میں شرابور (ڈوبا) ہے' دیوار پر بڑے بڑے پتھر رکھ رہا ہے اور پشتون اسے کہتا ہے۔ ستڑے مشے۔ (تمہیں کبھی تھکان نہ ہو) اللہ تعالیٰ تمہیں ہر وقت اس مشقت میں مبتلا رکھے۔ اور تجھے تھکاوٹ نہ آئے حضرت مولانا صاحب یہاں بڑی تفصیل سے بیان فرمایا کرتے تھے۔ کہ پٹھان لوگ السلام علیکم نہیں کہتے بلکہ اس کی جگہ ستڑے مشے کہتے ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ تمہیں اس مصیبت سے نہ نکالے' پسینہ پسینہ رہے۔ تغاری ہمیشہ تیرے سر پر ہو' جب تھک جائے گا تو تو کام چھوڑ دیگا۔ تو اسطرح کہنے والا اسکو کہتا ہے کہ تم اس کام میں لگے رہو آج کل مخیر راغلے کا رواج ہے۔ اس میں بھی وہ روح نہیں یعنی جو آیا وہ خیریت سے ہو اور جو نہ آیا ہو وہ خیریت سے نہ ہو۔ لہذا جب فارسی انگریزی' پشتو' اردو' وغیرہ زبانوں کے سلاموں کا السلام علیکم کیساتھ موازنہ کیا جائے تو فرق صاف معلوم ہو

جائے گا کہ السلام علیکم کتنا جامع اور عظیم کلام ہے اسلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنتیوں کو سلام کے کلمات کہے جائینگے۔ جنت کو دارالسلام کہا جاتا ہے۔ تحیتهم یوم یلقونه سلام۔ احلّنا دارالسلام جنت کانام بھی سلامتی کا گھر رکھا گیا ہے۔سلام قولاً من رب الرحیم۔رب رحیم کا خیر مقدی کلمہ بھی سلام ہی ہوگا۔

سلام میں سبقت اور اہل مجلس سے معاہدہ : مجلس میں آتے ہی سلام کرنا چاہیے یہ اسلام کا پہلا سبق ہے' اس سے معاشرہ میں محبت والفت پیدا ہوتی ہے۔ دراصل یہ ایک معاہدہ ہے جو مجلس والوں سے کیا جاتا ہے کہ ہم تم سے عہدو پیان کرتے ہیں۔ کہ تم ہمارے جملہ شرور و نقصانات سے محفوظ رہو گے' اور یہاں جو ہمارا دو چار لمحوں کیلئے آپ لوگوں کے پاس بیٹھنا ہے وہ کسی جاسوسی مخبری یا ضرر کیلئے نہیں بلکہ خیر خواہی کیلئے ہے' تم لوگ مجھ سے کسی قسم کا خوف وہراس محسوس نہ کرو۔

اور جب مجلس سے جانا پڑے تو پھر سلام کرنا چاہیے' یہ بھی اس بات کا عہد ہے کہ میں مجلس کو امانت سمجھ کر اسکا لحاظ رکھوں گا' اسکے جملہ اسرار کو محفوظ رکھوں گا' کسی قسم کی غیبت' چغل خوری' بدخواہی وغیرہ کی توقع مجھ سے نہ کی جائے۔ گویا کہ آتے جاتے وقت سلام کرنے سے سامنے اور پیچھے سلامتی کا معاہدہ ہے۔

رعایت معاہدہ :- جب سلام کے ذریعے کسی سے معاہدہ کرلیا جائے تو پھر بد عہدی کرنا کسی صورت میں جائز نہیں۔ زبان کے جملہ اضرار سے محفوظ رکھنا چاہیے' صرف زبانی سلام کرکے دعویٰ کافی نہیں' اور یہی مسلم کامل کی علامت ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں' المسلم من سلم المسلمون من لسانه و یده۔ (الحدیث) یعنی مسلمان وہی شخص ہے جسکے ہاتھ پاؤں اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

اگر سلام کے امن وسلامتی کے اِن اصول پر عمل کیا جائے تو ہمارے سارے جھگڑے اور اختلافات ختم ہوسکتے ہیں۔ مگر آجکل اسلامی تعلیمات سے دوری کی وجہ سے لوگوں میں اتنی نفرت' بدگمانی اور بد اعتمادی پیدا ہوچکی ہے ہم دوسری قوموں کے سامنے تو رام رام کا راگ الاپتے ہیں جبکہ حقیقت میں بغل میں چھری ہوتی ہے۔

آداب واحکام سلام : اسلام میں سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا واجب ہے سلام کرتے وقت لفظ السلام کو مقدم رکھا جائے اور جواب میں موخر رکھنا افضل ہے۔ لیکن اگر لفظ سلام کو جواب میں بھی مقدم رکھا گیا یعنی جواب دینے والے نے بھی السلام علیکم کہا تو ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں ایسا کرنا بھی جائز ہے۔ اور اس پر صحیحین کی وہ روایت جس میں حضرت آدم علیہ السلام کا فرشتوں کو سلام کرنے اور فرشتوں کا السلام علیک ورحمۃ اللہ کہنے کا ذکر ہے دلالت کرتی ہے۔

فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ سلام کو جمع کے صیغہ کیساتھ کرنا چاہیے اور اسی طرح جواب بھی وعلیکم السلام کے الفاظ کہہ کر دینا چاہیے لیکن واؤ کو اگر کسی وجہ سے حذف کیا گیا تو پھر بھی جواب ادا ہو جائیگا۔ اگر کسی مجلس میں ایک پوری جماعت داخل ہو رہی ہو تو مستحب یہ ہے کہ سب السلام علیکم کہیں اور سب ہی اسکا جواب دیں۔ اور اگر ایک شخص سلام کرے یا جواب دے تو بھی سلام یا جواب دینے کی ذمہ داری پوری ہو جائے گی۔ سلام کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سوار پیدل چلنے والے پر اور پیدل چلنے والا بیٹھنے والوں پر سلام کرے۔ حضرت ابو ہریرہؓ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں۔ يسلم الراكب على الماشي والماشي على القاعد والقليل على الكثير (الحدیث) سوار پیدل چلنے والے اور پیدل چلنے والے بیٹھنے والوں پر اور کم زیادہ پر سلام کریں۔

سلام کرنے یا جواب دینے میں وبرکاتہ کے زیادہ الفاظ بڑھانا شرعاً منقول نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ہر چیز کی کوئی نہ کوئی انتہا ہوتی ہے اور سلام کی انتہا برکاتہ ہے۔ لہذا ان الفاظ کے علاوہ مزید الفاظ کہنا خلاف سنت ہے۔ اگر تم کو کوئی دوسرے کا سلام پہنچائے تو جواب دیتے وقت تم کو علیک وعلیہ السلام کہنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ سے ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ میرے والد آپ ﷺ کو سلام عرض کرتے ہیں تو آپؐ نے جواباً فرمایا کہ عليك وعلى ابيك السلام۔

بعض مواقع پر سلام کرنا مکروہ ہے۔ علامہ ابن عابدین رد المختار میں ذکر کئے ہیں جن میں نمازی، قاری، ذاکر، محدث، خطیب، قاضی، موذن، مدرس، اجنبیات، شطرنج کھیلنے والے، کافر، برہنہ، بول وبراز کرنے والے، اور کھانا کھانے والے شامل ہیں۔

ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ اگرچہ قاری قرآن پر سلام نہ کرنا مناسب ہے لیکن اگر کرلیا

گیا تو اسکو چاہیے کہ وہ اشارہ سے جواب دے اور اگر جواب کے کلمات کہہ دے تو تلاوت کیلئے دوبارہ اعوذباللہ کہنا پڑے گا۔ اسکا تعلق چونکہ مسلمان ہی سے ہے اسلئے کافر کو سلام کرنا جائز نہیں۔ لیکن اگر وہ سلام کرے تو اسکو جواب دیتے وقت صرف وعلیکم کہنا چاہیے کہ تم پر وہ کچھ ہو جسکے تم مستحق ہو۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ واؤ حذف کیا جائے یعنی صرف علیکم کہے مگر دوسرے علماء مثلاً امام نوویؒ وغیرہ نے دونوں کی اجازت دی ہے۔

تو اس لئے دنیا میں اسکو پھیلایا کریں *کافر چونکہ اسلام کا ازل سے دشمن ہے اس لئے انکو انہی کی زبان میں (سترے مشے) تم تھک نہ جاؤ سلام کیا کریں' انکو سلام نہ کیا کریں' اس لئے کہ اسکو سلام کرنا مسلمانوں کو بددعا کرنا ہے۔ البتہ ذمیوں کے احکامات اور اسکے آداب الگ ہیں انکے اپنے سلام ہیں جو بھی کافر تمہیں سلام کرے تو تم انکو مناسب الفاظ میں جواب دو کہ اللہ تمہیں ھدایت دے اور تمہارا حال درست فرمائے۔ یعنی اللہ تمہیں ایمان کی دولت سے نواز دے۔ حضور ﷺ انہیں والسلام علی من اتبع الھدیٰ کلمات سے مخاطب ہوا کرتے تھے' تو کچھ بدلہ ادا ہو جائے گا۔ اس لئے کہ احسان کا بدلہ احسان ہی ہونا چاہیے۔ اب تو طلباً دیکھتے ہیں کہ استاد اور مہتمم سلام کرنے میں پہل کرتا ہے یا نہیں۔ بزرگوں کے ہاں استاد کی کوشش ہوتی تھی کہ وہ سلام میں پہل کرے اور زیادہ سے زیادہ اجر و ثواب حاصل کرے۔ اس لئے کہ زیادہ ثواب اسکے لئے ہے جو سلام میں پہل کرے جواب دینے والا دوسرے درجہ میں ہے۔

اکابرین کی تواضع:- والد محترم حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ شیخ الادب والفقہ مولانا اعزاز علیؒ صاحب بڑے دبدبے والے انسان تھے۔ لوگ آپکو سلام کرنے میں پہل کرنے کے لئے شرطیں لگایا کرتے تھے کہ آج ہم سلام میں پہل کرلیں گے۔ آپ کا اتنا رعب تھا کہ طلبا اور اساتذہ آپ کی بیٹھک کے قریب بھی آہستہ سے گذرتے تھے کہ ہمیں دیکھ نہ لیں لیکن جب دار العلوم آتے تھے تو کوئی بھی آپ کو سلام میں پہل نہیں کرسکتا تھا۔ حتی کہ آپ کسی کم عمر طالب علم کو بھی سلام کرنے میں پہل کرتے تھے۔ یہ تو متکبرین مغرور اور فراعنہ کا طریقہ ہے کہ دوسرے کے سلام کا منتظر ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ کبھی کبھی بازار کو نکلتے تھے اور بغیر خریداری کے

واپس ہو جاتے۔ خدام پوچھتے کہ حضرت آپؒ نے کچھ بھی خریداری نہیں کی۔ اور بغیر کچھ لئے ہوئے واپس آگئے۔ تو آپؒ فرماتے تھے کہ میں صرف اس نیت سے بازار گیا تھا کہ بہت لوگوں کو سلام کروں اور وہ جواب میں میرے لئے وعلیکم السلام کہہ کر سلامتی رحمت اور برکت کی دعا دیں۔

اسلام عجیب مذہب ہے :- اسلام دوستوں‘ رشتہ داروں کیلئے سراپا محبت و اخلاص ہے۔ اسلام خود بھی نرمی کی تعلیم دیتا ہے کہ لوگوں کو سلام کرو‘ انکو کھانا کھلاؤ۔ انکی دعوت کرو‘ تو اس سے معلوم ہوا کہ گویا اس قوم میں کوئی سختی نہیں تو اس جملے سے اسلام اعتدال پیدا کرتا ہے کہ اسلام نرم لوگوں کیلئے نرم اور سخت لوگوں کیلئے سخت ہے۔ گاندھی کا مذہب نہیں کہ کوئی آدمی ایک تھپڑ دے تو دوسرا گال بھی اسکے آگے کردو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اپنی امت کو اس بات کی تلقین کرتے تھے کہ تم کوئی سختی نہیں کرو گے جب کوئی تمہیں ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا گال اسکے آگے کردو۔

اہنسا‘ یعنی عدم تشدد بھی ایک مذہب ہے اسلام میں اسکی کوئی گنجائش نہیں اسلام میں کافر کے ساتھ بلاوجہ سختی کی گنجائش نہیں اسلئے کہ ہمارے پیغمبر ﷺ نبی الملحمۃ بھی ہیں اور نبی الرحمۃ بھی۔ جنگ میں ہر کسی کیلئے بہت سخت ہے اور امن میں ہر ایک کے لئے سراپا رحمت ہیں تو گویا آپ ﷺ اس حدیث میں اشدأ علی الکفار رحماء بینھم کی تعلیم دے رہے ہیں۔ پہلے جملوں افشوا السلام و اطعموا الطعام میں رحماء بینھم کی تعلیم تھی اور آخر میں اضربوا الھام میں اشداء علی الکفار کی تعلیم ہے کہ عورتوں کی طرح کمزور اور بزدل بھی نہ ہو۔ وقت آنے پر دشمن کی گردن اڑادو۔ واضربوا الھام میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ سامنے سے مارو۔ پیچھے سے یا ادھر ادھر سے وار نہ کرو۔ کہ پیچھے سے آکر بزدلوں کی طرح۔ پیٹھ پر مار دیا بلکہ مطلب یہ ہے کہ آمنے سامنے دست بدست دشمن پر وار کرو۔ جسمیں بزدلی بالکل نہ ہو۔ ہام تب ہوتا ہے کہ دوبدو دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس پر حملہ کر کے اس کے سر کو تن سے جدا کر دیا جائے۔ تم جنت کے وارث تب ہو گے جب تم میں یہ ساری صفات یعنی جہاد‘ سخاوت‘ ایثار‘ غریب سے ہمدردی‘ حسن اخلاق پیدا ہو جائیں تو پھر جنتی ہو جاؤ گے۔

جامعیت حدیث :- اطعموا الطعام میں معاشیات اور افشوا السلام میں حسن معاشرت و

حسن اخلاق کی طرف اشارہ ہے اور اضربوا الهام میں جہاد کی طرف اشارہ ہے۔

اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ، عبداللہ بن عمرؓ حضرت انس بن مالکؓ، عبداللہ بن سلامؓ، عبدالرحمان بن عائشؓ، شریح بن ہانیؓ عن ابیہ رضی اللہ عنھم سے بھی روایات مروی ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے ابو ہریرہؓ کی سند ہے۔

رحمٰن کی عبادت کریں اس لئے کہ وہ تم پر رحم کرتا ہے اور تمہاری پرورش کرتا ہے۔

باب ماجأ فی فضل العشأ

رات کے کھانے کی فضیلت

حدثنا یحییٰ بن موسی ثنا محمد بن یعلیٰ الکوفی ثنا عنبسة بن عبدالرحمان القرشی عن عبدالملك بن علاف عن انس بن مالك قال قال رسول الله۔ تعشوا ولو بكف من حشف فان ترك العشاء مهرمة۔ هذا حديث منكر لانعرفه الا من هذا الوجه و عنبسة يضعف فی الحدیث وعبدالملك بن علاف مجهول.

ترجمہ :- یحییٰ بن موسیٰ محمد بن یعلی الکوفی سے روایت کرتے ہیں کہ اور وہ عنبسہ بن عبدالرحمان القرشی سے اور وہ عبدالملک بن علاف سے اور وہ حضرت انس بن مالک اور آپؓ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ رات کو کھانا کھایا کرو اگرچہ ایک مٹھی ردی (ناقص) کھجور ہی کیوں نہ ہو اس لئے کہ رات کے کھانے کو ترک کرنا ہی بڑھاپا کاری ہوتا ہے۔

اس باب میں عشأ کے کھانے کی فضیلت بیان ہو رہی ہے کہ خالی پیٹ سونا ٹھیک نہیں ہے۔ کتنی حکمت کی بات ہے عشاء کے لئے ضروری نہیں کہ وہ عشاء کی اذان کے بعد کھایا جائے بلکہ زوال کے بعد، دو تین بجے یا اسکے بعد جس وقت بھی کھایا جائے تو عشا میں شمار ہوگا تو گویا طالب علم نے جب عصر یا مغرب یا دوپہر کے بعد کھانا لے لیا تو یہ عشا ہوا دوپہر سے پہلے کھانے کو عرف (معاشرہ) میں غدا کہا جاتا ہے اور انگریزی میں اسکولنچ کہتے ہیں۔ یعنی جس میں ناشتہ یا دوپہر کا کھانا داخل ہے۔ ظہر کے بعد کھانے کو عرب عشا کہتے ہیں انگریزی میں اسکوڈنر کہتے ہیں۔ عشاء اس خاص وقت یعنی زوال کے بعد کھانے کو کہا جاتا ہے جیسا کہ مشہور ہے کہ جب عَشا اور عِشا دونوں حاضر ہو جائیں تو ابتداعشا سے کریں 'عَشا اور عِشا میں یہی فرق ہے۔ اذا حضرا العشاء والعشاء

فابدء بالعشاء۔

آپ نے فرمایا کہ عشأ کے وقت کچھ کھایا کرو اگرچہ ایک مٹھی ردی کھجور یا چھوہارے ہی کیوں نہ ہوں۔ حشف ردی یعنی بے کار قسم کے چھوہاروں کو کہا جاتا ہے جیسے کہ آجکل منڈیوں میں گندم مکئی وغیرہ کے ڈھیر پڑے ہوتے ہیں جب اس سے اوپر اوپر کا حصہ فروخت کیا جائے تو باقی رہ جانے والے ناقص اور بے کار گندم، کھجور کو حشف کہا جائے گا۔

حشف اصل میں ردی قسم کی کھجور کو کہا جاتا ہے یعنی بے کار اور ردی قسم کی کھجور کیوں نہ ہو کچھ کھا کر سو جائیں اعلیٰ قسم کے کھانے، مرغ وغیرہ کھانے کی ضرورت نہیں جو مل جائے چاہیے مطبخ کی سوکھی روٹی کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو یا کہیں سے چنے وغیرہ کھانے کو مل جائیں اسلیئے کہ عشأ کا کھانا نہ کھانا بڑھاپے کا سبب ہے یعنی تمہارے قویٰ کمزور ہو جائینگے یاداشت اور حافظہ متاثر ہو جائے گا کہ ہرم کا معنی پرانا ہونا ہے۔ مهرمة مبخلة کی طرح ہے جیسے مبخلة کہا جاتا ہے سبب بخل کو اور مهرمة سبب ہرم کو کہا جاتا ہے کہ جب آدمی سوتا ہے تو حرارت عریزی معدے کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے انسان کو ویسے سردی نہیں لگتی لیکن جب نیند آجاتی ہے تو سردی محسوس ہونے لگتی ہے اس لیے کہ حرارت غریزی معدے کی طرف متوجہ ہو چکی ہوتی ہے۔ تو بدن سرد ہو جاتا ہے جب معدہ کھانے کو ہضم کرنے کا کام شروع کرے اور معدہ بھرا ہو تو وہ حرارت ساری معدے کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے ہانڈی کی طرح کھانا پکتا ہے لہذا اس میں جب گوشت وغیرہ ہو تو وقت زیادہ لے گا اور ہنڈی میں بے کار چیز سبزی وغیرہ ہو اور اسکے نیچے اگر جلتی ہو وہ جل جاتی ہے جیسے قیامت کے دن جہنم شکایت کرے گی کہ ہم نے ایک دوسرے کو کھالیا۔ اشتکت النار الیٰ ربها فقال اکل بعضی بعضاً (الحدیث)

اسی طرح اگر معدہ میں کچھ بھی نہ ہو تو اس سے معدہ کو نقصان پہنچتا ہے، اسلئے کہ جب حرارت عزیزی معدے کی طرف متوجہ ہو جائے اور معدہ خالی ہو تو اس سے قویٰ اور اعصاب جسم کو سخت نقصان پہنچتا ہے اور معدہ خراب رہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی طبی نقصان کی طرف آج سے چودہ سو سال پہلے اشارہ فرمایا ہے۔ اور حکمأ و اطبأ بھی اس سے اتفاق کرتے ہیں کہ خالی پیٹ سو جانے سے طرح طرح کے عوارض و امراض پیدا ہوتے ہیں۔

------()()()()------

مولانا شہاب الدین ندوی
دار الشریعۃ، بنگلور۔ ۲۹ انڈیا

سورج کی موت اور قیامت

قرآن، حدیث اور سائنس کی نظر میں

(قسط نمبر ۳)

ستارے امن کے پیامبر

اس بحث سے معلوم ہوا کہ اس کائنات میں ایک ہمہ دان (سب کچھ جاننے والی) اور ایک زبردست قوت والی ہستی ضرور موجود ہے جسکے اشاروں پر یہ کائنات وجود میں آئی ہے اور اسکے ایک شارے پر یہ فنا ہو جائے گی۔ چاند، سورج ستارے اور کہکشائیں سب کے سب اسی کے حکم کے تابع اور فرمانبر دار ہیں۔ چنانچہ ارشادباری ہے: ان ربکم الله الذی خلق السماوات والارض فی ستة ایام ثم استوی علی العرش ، یغشی الیل النهار یطلبه حثیثا والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامره الا له الخلق والامر تبارك الله احسن الخالقین (اعراف: ۵۴) "تمہارا رب یقیناً اللہ ہے، جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن (چھ مدارج) میں پیدا کیا پھر وہ عرش پر مستوی ہوا وہ رات کو دن پر ڈھانپ دیتا ہے جو اسکے پیچھے تیزی سے آجاتی ہے اور سورج چاند ستارے (سب کے سب) اسکے حکم کے تابع ہیں۔ جان لو کہ (تمام مخلوقات کو) پیدا کرنا اور ان پر حکم چلانا اسی کا کام ہے۔ اللہ بڑی برکت والا ہے جو سارے جہاں کا رب ہے" وسخرلکم الیل والنهار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامره ان فی ذالك لا یات لقوم یعقلون (نحل: ۱۲) "اور اس نے رات اور دن اور سورج اور چاند کو تمہارے کام میں لگادیا ہے اور اسی کے حکم سے ستارے بھی زیر قابو ہیں۔ ان مظاہر میں سمجھنے والوں کیلئے (بہت سی) نشانیاں (دلائل ربوبیت) موجود ہیں۔"

اس لحاظ سے چاند ستارے اور تمام اجرام سماوی حکم الٰہی کے منتظر ہیں۔ جیسے ہی حکم ہو گا یہ سب کے سب فنا ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ ستارے آسمان کیلئے امن (کی

نشانی) ہیں جب وہ نیست ونابود ہو جائیں گے تو وقت موعود آجائے گا۔

النجوم امنة السماء فاذا اذهبت النجوم اتی السماء ماتوعد۔ (۳۸)

کسوف وخسوف اور حکمت نبوی

اس موقع پر یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ کسوف وخسوف (سورج گرہن اور چاند گرہن کے جو مناظر ہر سال ہمارے سامنے آتے رہتے ہیں وہ ایک حیثیت سے ہمارے لئے ایک تنبیہ کا درجہ رکھتے ہیں کہ چاند اور سورج کی روشنی کچھ لمحوں یا کچھ گھنٹوں کیلئے ہماری نگاہوں سے جو غائب ہو جاتی ہے' وہ قیامت کی یاد دلانے کی غرض سے ہے تاکہ انسان غفلت کی نیند سے بیدار ہو اور اللہ کی طرف رجوع وانابت کا راستہ اختیار کرے۔ اسی بناء پر رسول بر حق حضرت محمد ﷺ نے چاند اور سورج کو اللہ کی نشانیاں قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے: ان الشمس والقمر لا ينكسفان لموت أحدمن النسا ولكهنما ايتان من ايات الله فاذا رأيتمو هما فقو موافصلوا۔ (۳۹)"سورج اور چاند کو کسی شخص کی موت کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔ لیکن یہ دونوں مظاہر اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ جب تم انہیں (سورج گرہن اور چاند گرہن) دیکھو تو نماز پڑھو۔" قدیم زمانے میں لوگوں کا یہ غلط عقیدہ تھا کہ سورج گرہن اور چاند گرہن کسی بڑے آدمی کی موت کے باعث واقع ہوتے ہیں۔ لہذا آپؐ نے اسکی تردید فرمائی۔ لیکن اس موقع پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کسوف وخسوف کے موقع پر رسول اکرم ﷺ نے نماز پڑھنے کا حکم کیوں دیا؟ تو اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ پچھلے صفحات میں مذکورہ حقائق کے مطابق ہمارے سورج کسی بھی وقت اچانک ایک "سرخ دیو" بن کر پھٹ سکتا ہے۔ چنانچہ جارج گیمو کے بیان کے مطابق "اندازہ لگایا گیا ہے کہ ہماری کائنات میں اب تک چالیس ارب ستارے پھٹ چکے ہیں۔"(۴۰)

لہذا ہو سکتا ہے کہ سورج گرہن کے موقع پر اچانک اسکی موت اور وقوع قیامت کا اعلان کر دیا جائے۔ غالباً یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے "آخری وقت" میں رجوع الی اللہ اور توبہ واستغفار کی غرض سے نماز اور دعا کی دعوت دی ہو، تاکہ اہل اسلام کا خاتمہ بالخیر ہو سکے۔

واضح رہے کہ اس موقع پر راقم سطور نے جو کچھ عرض کیا ہے وہ بعض احادیث کی روشنی

میں ایک قوی امکان نظر آتا ہے۔ چنانچہ بخاری کی ایک حدیث میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں جب سورج گرہن واقع ہوا تو آپ فوراً نماز کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے اور حالت یہ تھی کہ آپ اپنی چادر مبارک کھینچتے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے اور یہ کیفیت اسی بنا پر تھی کہ آپ پر شاید گھبراہٹ طاری ہو گئی تھی اور پھر آپ نے ہمارے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی، یہاں تک کہ سورج گرہن زائل ہو گیا پھر آپ نے فرمایا کہ سورج اور چاند کسی کی موت کی وجہ سے گہناتے نہیں۔ جب تم انہیں دیکھو تو نماز پڑھو اور دعا کرو یہاں تک کہ وہ ختم ہو جائے۔ چنانچہ یہ حدیث بخاری میں حضرت ابو بکرہؓ سے مروی ہے، جسکے اصل الفاظ یہ ہیں: قال كنا عند رسول الله ﷺ فانكشفت الشمس ، فقام النبى ﷺ يجرر داء حتى دخل المسجد فدخلنا فصلى بنا ركعتي ، حتى انجلت الشمس . فقال النبى ﷺ ان الشمس والمقر لا ينكسفان لموت احد فاذار ايتمو هما فصلوا وادعوا حتى ينكشف مابكم۔ (۴۱)

بخاری ہی کی ایک اور حدیث کے مطابق مخبر صادق حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم اس مظہر قدرت کو دیکھو تو اللہ سے دعا مانگو، تکبیر کہو، نماز پڑھو اور صدقہ کرو پھر فرمایا کہ اے امت محمد! تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو اللہ سے زیادہ غیرت مند ہو جب کہ اسکا کوئی بندہ یا اسکی کوئی بندی زنا کرے۔ اے امت محمد! اللہ کی قسم اگر تم میں وہ باتیں جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہنسو گے اور بہت زیادہ رؤ گے۔ (۴۲)

ایک اور حدیث کے مطابق مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈرانے کی غرض سے کسوف و خسوف کو وقوع میں لاتا ہے۔ ان الشمس والقمر آيتان من آيات الله ، لا ينكسفان لموت احد ولكن الله تعالىٰ يخوف بهما عباده (۴۳)

بعض احادیث میں مذکور ہے کہ یہ دونوں مظاہر اللہ کی آیتوں (نشانات ربوبیت) میں سے ہیں جو کسی کی موت یا حیات کے باعث گہناتے نہیں۔ لہٰذا جب تم ان مظاہر کو دیکھو تو گھبراہٹ کے ساتھ نماز کیلئے دوڑ پڑو۔ قال : هما آيتان من آيات الله لا يخسفان لموت احد ولا لحياته فاذا رأيتمو هما فافزعوا الى الصلاة ۔ (۴۴)

ممم

واضح رہے اس موقع پر لفظ 'فزع' لایا گیا ہے جسکے اصل معنی خوف کے ہیں اس موقع پر اس سے مراد یہ ہے کہ تم ایسے وقت نماز میں پناہ لو اور اللہ سے دعا مانگو تاکہ یہ حادثہ (بخیر و خوبی) ٹل جائے۔ (فا فزعوا الی الصلاۃ) أی الجاوا إلیھا واستعینوا بھا علی دفع الامر الحادث۔ (۴۵)

ان تمام احادیث سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ کسوف و خسوف میں کوئی بہت بڑا راز پوشیدہ ہے اور یہ مظاہر وقوع قیامت کی واضح علامتوں میں سے ہیں۔ لہذا ہو سکتا ہے کہ قیامت ایسے ہی مواقع پر واقع ہو جائے اور یہ بات اس لحاظ سے بھی بہت ممکن نظر آتی ہے کہ جب چاند سورج اور زمین تینوں ایک لائن میں آجائیں تو اس وقت سورج اچانک ایک "سرخ دیو (۴۶)" بن کر دھماکے کیساتھ پھٹ جائے۔ جسکے نتیجے میں وہ "سفید بونا (۴۷)" بن کر ٹھنڈا پڑ جائیگا۔ اس طرح غالباً اس کی قوت "جذب و کشش" ختم ہو جائے گی اور پھر یہ تینوں اجرام آپس میں ٹکرا کر ختم ہو جائیں گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایسے موقع پر ہمارے نظام شمسی کے دیگر سیارے بھی ایک ہی لائن میں ہوں (جیسا کہ بعض مواقع پر ہوتا ہے) اور سب کے سب یکبارگی ٹکرا کر فنا ہو جائیں۔ اس قسم کے امکانات کو سمجھنا جدید فلکیاتی نظریات کی رو سے بہت آسان ہو گیا ہے۔ لہذا قرآن اور حدیث کے حقائق تحقیقات جدیدہ کی روشنی میں کھل کھل کر سامنے آرہے ہیں جو ہمارے ایمان میں اضافے کا باعث ہیں۔ اسی لئے ارشاد باری ہے کہ قرآن عظیم نہ صرف "ہر چیز کی وضاحت کرنا والا" اور اہل ایمان کو خوشخبری سنانے والا ہے بلکہ وہ ان کے قدموں کو جمانے والا بھی ہے تاکہ دینوی افکار و حوادث ان کے پائے ثبات کو لرزا نہ سکیں۔

ونزلنا علیك الكتاب تبیانا لكل شئی وهدی ورحمة و بشری للمسلمین۔

"ہم نے آپ پر ایک ایسی کتاب اتاری ہے جو ہر چیز کی خوب وضاحت کرنے والی ہے۔ اور وہ مسلمانوں کے لئے ہدایت، رحمت اور خوشخبری ہے"۔ (نحل: ۸۹)

قل نزله روح القدس من ربك بالحق لیثبت الذین امنوا وهدی وبشری للمسلمین

"کہہ دو کہ اس کلام کو روح القدس نے تیرے رب کی جانب سے حقانیت کیساتھ اتارا ہے تاکہ وہ

ایمان والوں کے قدموں کو جمادے۔ اور وہ اہل اسلام کیلئے ہدایت اور خوشخبری ہے۔ (نحل : ۱۰۲)

کائنات کی منصوبہ بندی

اس بحث سے بخوبی واضح ہو گیا کہ یہ پوری کائنات ایک منصوبہ بند عمل ہے نہ کہ کوئی الل ٹپ وجود۔ اور اس کائنات کی کوئی بھی چیز اس حقیقت عظمیٰ کی تکذیب کرنے والی موجود نہیں ہے۔ بلکہ اس جہاں کے تمام مظاہر اسی کی شہادت دے رہے ہیں اور سب کا ایک ہی "راگ" ہے کہ یہاں کی ہر چیز آنی جانی ہے اور چاند ستارے بھی اس قانون سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ بلکہ یہ ایک ہمہ گیر "قانون قدرت" ہے۔ چنانچہ اس خدائی حکمت اور منصوبہ بندی کا اظہار حسب ذیل آیات میں کیا گیا ہے۔ وخلق کل شئی فقدرہ تقدیرا : "اس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور اسکا ایک اندازہ (منصوبہ) مقرر کیا (فرقان : ۲) انا کل شئی خلقنا بقدر وما امرنا الا واحدة کلمح بالبصر "ہم نے ہر چیز یقیناً ایک اندازے (منصوبے) کیساتھ پیدا کی ہے۔ اور (کسی چیز کے وقوع کے بارے میں) ہمارا حکم بس ایک بات ہے (کہ ہو جا' اور وہ چیز ہو جاتی ہے) جیسا کہ پلک کا جھپکنا۔" (قمر : ۴۹۔۵۰)

چنانچہ اس کائنات میں تمام واقعات اسی خدائی پلان اور منصوبہ بندی کے تحت رونما ہو رہے ہیں۔ اسلئے فرمان خداوندی ہے کہ ہم نے یہ کائنات کھیل کود میں یا الل ٹپ پیدا نہیں کی۔

وما خلقنا السماء والارض وما بینهما لاعبین " اور ہم نے زمین و آسمان اور ان دونوں کے درمیان مظاہر کو کھیل کود میں پیدا نہیں کیا۔" (انبیاء : ۱۶)

بہر حال اس خدائی منصوبہ بندی کے تمام "اصول و ضوابط" قرآن اور نظام کائنات کی تطبیق کے ذریعہ دو اور دو چار کی طرح بالکل واضح ہو کر سامنے آجاتے ہیں۔ جیسا کے حسب ذیل آیت کریمہ اس خدائی ضابطے کا اعلان کر رہی ہے :

الله الذی انزل الکتاب بالحق والمیزان ومایدریك لعل الساعة قریب : اللہ وہی ہے جس نے کتاب اور میزان دونوں حقانیت (مطابقت) کے ساتھ اتارا ہے۔ اور تجھے کیا معلوم کہ شاید قیامت قریب ہی ہو۔ (شوریٰ : ۱۷)

اس موقع پر میزان سے مراد یہ پوری کائنات ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اس کائنات کی ہر چیز اپنے نفیس ترین طبیعی ضوابط کی رو سے "میزان" کا ایک نمونہ ہے۔ یعنی اس جہان رنگ وبو کی ہر چیز بالکل نپے تلے انداز میں رواں دواں ہے اور انکے اصولوں میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں ہو رہی ہیں چاہے وہ ایک ننھا سا ایٹم ہو یا ایک مکمل نظام شمسی۔ تمام حیوانات و نباتات اور جمادات و سماوات سب کے سب طبیعی ضوابط کے پابند ہیں اور پھر یہ تمام "اجزائے کائنات" مل کر ایک عظیم اور منظم عمل کی نشاندہی کر رہے ہیں جس کی تعمیر کے لئے "میزان" سے بہتر لفظ نہیں ہو سکتا۔ اگر اس نقطۂ نظر سے مظاہر کائنات کی مفصل شرح و تفسیر کی جائے تو اسکے لئے دفتروں کے دفتر بھی ناکافی ہونگے۔ میزان کے اس مفہوم کی تائید حسب ذیل آیات سے بھی ہوتی ہے جن کے مطابق خلاق عالم نے زمین سے لے کر آسمان تک تمام مظاہر فطرت کو ایک "میزانی ضابطے کا پابند بنا رکھا ہے۔

الشمس والقمر بحسبان والنجم والشجر يسجدان. والسماء رفعها ووضع الميزان . الاتطغوا فی المیزان. (رحمان : ۵۔۸) "سورج اور چاند ایک حساب سے چل رہے ہیں۔ نجم و شجر سر بسجود ہیں۔ (چنانچہ) اللہ نے آسمان کو اونچا اٹھایا اور (زمین سے آسمان تک) میزان رکھ دی۔ (پھر تمام مظاہر کائنات کو حکم دیا کہ) تم اس میزان سے تجاوز نہ کرو۔

میزان کیا ہے؟

ان آیات کریمہ میں تین بنیادی حقائق بیان کئے گئے ہیں :

ا۔ تمام مظاہر کائنات قانون الٰہی کے پابند ہیں۔ چنانچہ اس مقصد کی تعبیر کیلئے آفتاب و ماہتاب کے ایک حساب سے چلنے اور نجم و شجر کی طبعی اطاعت و فرمانبرداری کے ذریعہ اشارہ کیا گیا ہے۔ مفسرین نے لفظ "نجم" کے دو معنی بیان کئے ہیں : ایک بغیر تنے والی بیل اور دوسرے آسمانی ستارہ۔ (۴۸) غرض اس موقع پر بعض آسمانی اور بعض زمینی مظاہر کا تذکرہ کر کے گویا کہ یہ اشارہ کر دیا کہ زمین سے آسمان تک تمام مظاہر اسی طرح ایک مقررہ قانون کی پابندی کرتے ہوئے گویا کہ اللہ کو سجدہ کر رہے ہیں۔ یعنی طبعی اعتبار سے اسکی اطاعت و فرمانبرداری کر رہے ہیں، اسکے حکم عدولی نہیں کر سکتے۔ اس موقع پر درختوں کو سجدہ کرنے کا مفہوم کیا ہے؟ تو اسکی تاویل دو طرح

سے کی گئی ہے : (الف (یہ سجدہ انقیادی اعتبار سے ہے) وسجودهما انقیادهما لله فیما خلقاله (۴۹) (ب) درختوں کے سامنے صبح شام سجدہ ریز رہتے ہیں۔ (واما یسجدان فانه عنی به سجود ظلهما) (۵۰)۔

اس موقع پر علامہ ابن جریرؒ نے اپنے اس قول کی تائید میں حسب ذیل آیت پیش کی ہے ولله یسجد من فی السماوات والارض طوعا و کرها وظلالهم بالغدو والاصال۔ (رعد ۱۵) "زمین اور آسمانوں میں جو کوئی بھی ہے وہ چار و ناچار اللہ ہی کیلئے سجدہ ریز ہے اور صبح و شام انکے سائے بھی (سربسجود ہیں)"

اسی طرح حسب ذیل آیت کریمہ اس حقیقت پر دلیل ناطق ہے کہ تمام موجودات عالم اللہ تعالیٰ کو سجدہ کر رہے ہیں۔ یعنی طبیعی ضوابط کی رو سے اسکی اطاعت و فرمانبرداری میں لگے ہوئے ہیں۔ الم تر ان الله یسجد له من فی السماوات ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وکثیر من الناس (حج : ۱۸) "اے مخاطب! کیا تو نے مشاہدہ نہیں کیا کہ آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے وہ اللہ ہی کو سجدہ کر رہا ہے۔ اور سورج' چاند' ستارے' پہاڑ' درخت' چوپائے اور بہت سے لوگ بھی (اس کو سجدہ کر رہے ہیں؟)"

اس اعتبار سے اس کائنات کی کوئی بھی شے خدائی حدود و ضوابط سے آزاد نہیں ہے کہ وہ جو چاہے کرے۔ بلکہ سب کے سب ایک ہمہ گیر قانون اور نظام میں جکڑے ہوئے ہیں۔

واضح رہے لفظ "سجود" کے اصل معنی لغت کی رو سے خود سپردگی اور اطاعت کے ہیں۔ (اصل السجود الاستسلام والانقباد لله عزو جل) (۵۱)۔

۲۔ خالق کائنات نے آسمان کو اونچا کر کے ایک "میزان" رکھ دی ہے۔ یعنی زمین سے آسمان تک ایک میزانی نظام قائم کر دیا ہے۔ چنانچہ جمادات کا ایک نظام ہے، نباتات و حیوانات کا اپنا ایک الگ نظام ہے اور سماوات یا اجرام سماوی کا ایک منفرد نظام ہے اس طرح سب کے سب اپنے اپنے نظاموں کی پابندی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر رہے ہیں۔ چنانچہ ان نظاموں کے تفصیلی مطالعے کیلئے کئی ضخیم جلدیں درکار ہونگی۔ لیکن پھر بھی انکا حق ادا نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ انسانی علم

نہایت درجہ ناقص ہے اگرچہ اس نے طبعی وحیاتیاتی علوم میں بے انتہا ترقی کرلی ہے۔ اور ایک ننھے سے ایٹم کا سینہ تک چیر کر اسرار و معارف کی ایک دنیا دریافت کرلی ہے۔ غرض ارض وسما' آفتاب و ماہتاب' دریاو پہاڑ' حجر و شجر' مرغ و ماہی اور حیوان و انسان سب کے سب ایک متعین و محکم نظام اور قانون ربوبیت میں بندھے ہوئے ہیں۔

میزان سے کیا مراد ہے؟ اس میں مفسرین کے تین اقوال ہیں (الف) زیادہ تر لوگوں کا قول ہے کہ اس سے مراد "عدل" ہے۔ (ب) اس سے مراد ترازو ہے (یعنی تولنے والی شے)۔ (ج) اس سے مراد قرآن ہے۔ (۵۲)۔

راقم سطور نے اوپر جو تشریح کی ہے وہ پہلے قول کے مطابق ہے، یعنی تمام موجودات عالم اپنے طبعی نظاموں کے ذریعہ "عدل نظاموں کے ذریعہ "عدل" کا مظاہرہ کررہے ہیں۔ مگر میں نے جو مفہوم بیان کیا ہے وہ وسیع تر معنی پر دلالت کرتا ہے۔ جب کہ قدیم مفسرین کا مفہوم ذرا محدود ہے۔ چنانچہ قدیم مفسرین میں سے حضرت مجاہدؒ اور حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالی نے زمین میں عدل قائم کرکے اس پر چلنے کا حکم دیا ہے۔ أی وضع فی الارض العدل الذی أمر به (۵۳)۔

اور علامہ بیضاویؒ نے اس مفہوم کی تشریح اس طرح کی ہے کہ میزان سے مراد 'عدل' ہے جس کو اس نے ہر ذی استعداد اور ہر حق دار کو اسکا حق بافراط عطا کیا جسکے باعث اس عالم کا معاملہ منظّم اور درست ہو گیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ "عدل ہی کے ذریعہ ارض وسماوات قائم ہیں۔" (ووضع المیزان) العدل ، بان وفر علی کل مستعد مستحقه وفی کل ذی حق حقه حتی انتظم أمر العالم واستقام، کما قال علیه السلام "بالعدل قامت السماوات و الارض (۵۴)۔

رسول اکرم ﷺ کی یہ تشریح مفہوم پر دلالت کررہی ہے اور اس میں زمین و آسمان میں موجود تمام مظاہر آسکتے ہیں۔ اور اس اعتبار سے یہ قرآنی لفظ میزان کی صحیح تفسیر ہے۔

۳۔ اور اس سلسلے میں تیسری حقیقت یہ ہے کہ تمام مظاہر فطرت کو حکم دیا گیا ہے کہ کوئی بھی

اس میزان سے تجاوز نہ کرے۔ یعنی خلاق عالم نے جس چیز کیلئے جو ضابطہ مقرر کر دیا ہے اس سے وہ تجاوز نہ کرے۔ چنانچہ زجاج سے منقول ہے کہ یہاں پر "الا تطغوا" کی معنی "لاتجاوز العدل" کے ہیں۔ (۵۵)۔ یعنی عدل الٰہی سے آگے نہ بڑھو۔ اور علامہ ابن کثیرؒ نے (الا تطغوا فی المیزان) کی تفسیر میں تحریر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارض و سماوات کو حقانیت اور عدل کیساتھ پیدا کیا ہے، تاکہ تمام اشیاء حقانیت اور عدل کیساتھ قائم رہیں۔ أي خلق السموات والارض بالحق والعدل لتكون الاشياء كلها بالحق والعدل (۵۶)۔

چنانچہ آپ اس عالم رنگ وبو کی کسی بھی چیز کا طبیعی (فزیکل) کیمیائی (کیمیکل)، حیاتیاتی (بیالوجیکل)' عضویاتی (آرگینکل) تشریحی (اناٹومیکل) اور فعلیاتی (فزیالوجیکل) وغیرہ کسی بھی نقطہ نظر سے جائزہ لیجئے ہر چیز ایک نظام اور قانون کی پابند نظر آئیگی۔ جس سے وہ تجاوز نہیں کر رہی ہے۔ بالفاظ دیگر اشیائے عالم میں باقاعدگی، انتشار یا لاقانونیت نہیں ہے۔ مظاہر کائنات کے یہ نفیس ترین اور بے داغ قواعد و ضوابط ایک زبردست قوت والی اور کرشمہ ساز ہستی کے وجود کی خبر دے رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے باضابطہ اور حکیمانہ قوانین ایک ضابطہ ساز ہستی کے وجود کے بغیر خود بخود یا آپ سے آپ ظاہر نہیں ہو سکتے۔ اس اعتبار سے وجود باری کا عقیدہ کسی تاریک دور کی بات یا کوئی خرافاتی چیز نہیں بلکہ علمی اور سائنٹفک نقطہ نظر سے ایک روشن ترین حقیقت ہے۔ اور اس حقیقت عظمیٰ کا انکار ایک غیر سائنٹفک بات بلکہ "تاریک خیالی" کی علامت ہے۔

طبیعی و شرعی میزان

اوپر جو کچھ کہا گیا وہ طبیعیاتی نقطۂ نظر سے ان آیات کریمہ کی شرح و تفسیر تھی۔ پھر اسکے بعد والی آیت میں انسانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے۔ واقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان "اور تم وزن کو انصاف کیساتھ قائم کرو، اور میزان میں کمی و بیشی نہ کرو" (رحمٰن: ۹)۔ ان آیات کا حاصل یہ ہے چونکہ پوری کائنات نقاض فطرت کے بنائے ہوئے ضابطوں کے مطابق چل رہی ہے اس لئے نوع انسانی کو چاہیے کہ وہ بھی اپنے اس رب مہربان کے شرعی واخلاقی ضوابط کو قبول کر کے مظاہر کائنات کی ہمساز و دمساز بن جائے اور انکے سُر میں اپنا سُر ملا

کربار گاہ الٰہی میں سر بسجود ہو جائے۔ تاکہ پوری کائنات میں طبیعی و شرعی دونوں لحاظ سے یکسانیت پیدا ہو جائے۔ اسکے نتیجے میں طبیعی و شرعی دونوں "میزانیں" مل کر ایک عظیم الشان میزان بن جائیگی۔ چنانچہ انبیائے کرام کی سیرتیں "شرعی میزان" کا مکمل نمونہ ہوتی ہیں اسلئے انکی سیرتوں کو ایک آئیڈیل قرار دے کر انکی اتباع کرنے کی تاکید اسطرح کی گئی ہے: لقد ارسلنا بالبینات وانزلنا معھم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط "ہم نے اپنے رسولوں کو یقیناً کھلی نشانیوں کیساتھ بھیجا ہے اور انکے ساتھ کتاب اور میزان اتار دی ہے' تاکہ لوگ عدل پر قائم ہو جائیں۔" (حدید: ۲۵)

بہر حال سورہ رحمان کی مذکورہ بالا آیات کے بعد پوری سورت میں نوع انسانی کو "دعوت ربوبیت" دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احسانات جتائے گئے ہیں جو بہکے ہوئے انسانوں کو راہ راست پر لانے کا ایک عقلی اور پیار بھرا طریقہ ہے۔ اور اس میں آخرت میں دئے جانے والے انعامات کا تذکرہ بھی ہے۔ اس اعتبار سے اسمیں "ترغیب" کا پہلو غالب ہے۔

میزان صغریٰ و میزان کبریٰ

حاصل بحث یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں دو قسم کی میزانیں نازل کی ہیں: ایک میزان کبریٰ اور دوسری میزان صغریٰ۔ اور ان دونوں میں مطابقت پیدا کرنے کی غرض سے نوع انسانی کو دعوت دی ہے کہ وہ میزان صغری (انبیائے کرام کی سنت) کی پیروی کرتے ہوئے میزان کبریٰ سے اپنے آپ کو ہم آہنگ کرلیں، جسکے نتیجے میں انسان کی عاقبت درست ہو جائیگی اور وہ قیامت کے دن عذاب الٰہی سے بچ جائے گا۔ ورنہ اپنے رب سے بغاوت اور سرتابی کے باعث اسکا انجام برا ہوگا۔ یہ ہے اسلام ایک عقلی اور سائنٹفک دعوت جو مدلل اور حکیمانہ و ناصحانہ انداز میں مذکور ہے۔ اس اعتبار سے اسلام کی دعوت اور اسکی تعلیمات دور وحشت کی یادگار نہیں بلکہ موجودہ علمی و عقلی دور کی ایک ضرورت ہے۔ اور اس حقیقت افروز دعوت کا انکار انتہائی بدنصیبی کی علامت ہے۔ لہذا انسان کو چاہیے کہ وہ ضد و ہٹ دھرمی کا راستہ ترک کر کے اس غیبی آواز پر کان دھرے اور اپنی عاقبت کی فکر کرے۔ .... ((جاری ہے))

مولانا عیسیٰ منصوری 'لندن

مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ
شخصیت اور خدمات

مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کا خاندانی تعلق سادات کے مشہور حسنی سلسلہ سے ہے جو نواسئہ رسول سیدنا حضرت حسنؓ تک پہنچتا ہے ہندوستان میں اس خاندان کی علمی و ادبی اور دینی وملی خدمات کا دائرہ صدیوں پر محیط ہے آپ کے مورث اعلیٰ حضرت شاہ علم اللہؒ پھر جد امجد حضرت سید احمد شہیدؒ آپکے نامور والد گرامی حضرت مولانا عبدالحئیؒ لکھنوی جن کی مشہور زمانہ تالیف ''نزھۃ الخواطر'' پورے اسلامی کتب خانہ میں اپنی مثال آپ ہے جس میں بر صغیر کے آٹھ سو سالہ دور کے ساڑھے چار ہزار سے زیادہ علماء مشائخ' بزرگان دین اور مصنفین کا جامع تذکرہ ہے۔

آپ کا بچپن ایسے گھرانہ میں گذرا جہاں علم و فضل' زہد و تقویٰ' عبادت و ریاضت' سادگی و قناعت کی حکمرانی تھی غرض آپکو بچپن سے علمی ادبی' دینی وروحانی اور مجاہدانہ ماحول نصیب ہوا۔ عربی آپ نے چوٹی کے عرب علماء اور انشاء پرداز مولانا خلیل عرب اور مولانا تقی الدین ہلالی مراکشی سے پڑھی حدیث شیخ الحدیث مولانا حیدر حسن خان ٹونکی اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی سے تفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے اور انگریزی لکھنو یونیورسٹی میں ایک انگریز سے سیکھی۔ آپ کی اصل تربیت گاہ آپ کا اپنا گھر تھا جہاں بچپن سے ہی دعوت و عزیمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جانیں قربان کر دینے کی خاندانی روایات اور سینکڑوں داستانیں سنیں جس زمانہ میں بچے طوطا مینا کی کہانیاں سنتے ہیں آپ کے گھرانہ میں دور صدیقیؓ و فاروقیؓ کے جہاد کے کارناموں پر مشتمل واقدی کی فتوح الشام پڑھی جاتی تھی۔

آپ نے ایسے زمانہ میں آنکھیں کھولیں جب بر صغیر پر انگریز کی حکمرانی پورے شباب پر تھی اور پورا عالم اسلام یورپ کی سیاسی' عسکری' تہذیبی' تعلیمی' اور فکری غلامی میں جکڑا ہوا تھا

بر صغیر اور عالم اسلام کے بیشتر مصنفین مفکرین اور اہل قلم مغربی علوم وفنون اور تہذیب و تمدن کے سحر میں مبتلا تھے خواہ مصر کے شیخ محمد عبدہ' رفاعہ طہطاوی قاسم امین ہوں یا بر صغیر کے سر سید احمد خان، منشی چراغ علی اور محمد علی لاہوری سب اسی راہ پر چل رہے تھے۔ یہ حضرات مغربی تعلیم و تربیت کے اثرات اور انگریز حکومت کے دبدبہ کی وجہ سے غالبًا یہ سمجھتے تھے کہ مغربی تہذیب و تمدن کی عظمت و شوکت ایک بدیہی ودائمی حقیقت ہے۔ اسمیں نقد و نظر کی گنجائش نہیں انسانی عقل اور انسانی علوم کی ترقی کا آخری زینہ ہے ایسے ماحول میں آپکے گھرانہ کی دینی علمی' روحانی اور مجاہدانہ روایات وماحول نے آپکے دل ودماغ پر گہرے اثرات مرتب کئے ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں۔ "مجھ پر اللہ کی مہربانی تھی اور اسکی حکمت کے ایسے ماحول میں نشوو نما ہوئی جو مغربی تہذیب و تمدن کی سحر طرازیوں اور دل فریبیوں سے محفوظ بلکہ اسکا باغی۔ افراط و تفریط سے دور صحیح اسلامی عقائد و تعلیمات سے معمور تھا پھر ایسے اساتذہ سے تلمذ کا شرف حاصل ہوا جو علمی مہارت کیساتھ ذہنی و فکری آزادی اخلاقی جرأت نقد و نظر کی صلاحیت وہمت سے بہرہ ور تھے اس ماحول وتربیت کا نتیجہ تھا کہ ایسی تحریروں کے قبول کرنے پر طبیعت آمادہ نہیں ہوتی تھی جنمیں کمزوری' شرمندگی' یا شکست خوردگی کے اثرات ہوں یا جو صرف دفاع پر مبنی ہوں (پرانے چراغ حصہ ۳ ص ۲۶۔ ۲۷)

تئیس سال کی عمر میں آپ اچھوتوں کے سب سے بڑے لیڈر بابا امیڈکر کو اسلام کی دعوت دینے بمبئی تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپکا دعوتی سفر اور پیغام نہ صرف بر صغیر بلکہ عرب و عجم مشرق و مغرب مسلم غیر مسلم ہر جگہ اور ہر وقت جاری وساری رہا۔ آپ نے اپنی دعوت و فکر کا موضوع خاص طور پر عربوں کو بنایا جب آپ نے دیکھا کہ مغرب کا جدید الحادی فتنہ اپنے تمدین علمی و فکری رنگ میں جدید عرب نسل کو غیر معمولی طور پر متاثر کر رہا ہے۔ تو آپ تڑپ اٹھے آپ نے اپنی خداداد بصیرت سے ابتدائی دور سے ہی مغربی فکر و فلسفہ کو اپنی تحریر و تقریر کا موضع بنادیا جاذب اور دلکش عنوان "ردة ولا ابابکر لها" آپکی جدوجہد کا عنوان بن گیا اس میں نہ صرف اس فتنہ کی پوری تاریخ کو سمودیا بلکہ دین کا درد رکھنے والے عرب علماء و مشائخ کو تڑپا کر رکھ دیا عالم عربی میں آپکے اس مقالے کے لاتعداد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اور اب بھی مسلسل شائع

ہو رہے ہیں۔ یہ عنوان آپ نے اسلئے اختیار کیا کہ عرب اہل قلم ادبا، اور مفکرین مغرب کے فکر و فلسفہ اور نظام حیات و تمدن سے بے انتہا متاثر ہو چکے تھے گویا یہ ایک جدید ارتداد تھا چنانچہ آپ لکھتے ہیں :

مجھے ایسا لگتا ہے کہ عرب اہل قلم کے اسلوبِ تحریر اور طرز فکر پر سید جمال الدین افغانی کے اسکول نے بہت اثر ڈالا۔ وہ جب میدان سیاست میں آتے تو استعماری طاقتوں پر جرأت و ہمت کے ساتھ تنقید کرتے اور ان پر سخت حملہ کرتے نہ سزاؤں اور دھمکیوں سے ڈرتے نہ قید و بند اور ملک بدر ہونے کو خاطر میں لاتے لیکن وہی لوگ جب مغربی تہذیب و تمدن کو موضوع بناتے یا سیاسی نظام اقتصادی فلسفوں اور عمرانی علوم پر لکھنے بیٹھتے تو انکے قلم جیسے تھک جاتے زبان لڑکھڑانے لگتی اسلوب کمزور پڑ جاتا انکی تحریروں سے یہ چھلکنے لگتا کہ مغرب ہی ہر چیز میں مثالی نمونہ ہے اور ترقی کا اعلیٰ میعار یہ ہے کہ کسی طرح انکے مقام تک پہنچا جائے۔ اور انہی کی نقل کی جائے (پرانے چراغ حصہ ۳، ص ۲۹)

تعلیم سے فراغت کے بعد جب آپ میدان عمل میں اترے تو آپ کے سامنے اپنا ملک ہی نہیں پورا عالم اسلام بلکہ پوری دنیائے انسانیت تھی آپ کا پختہ عقیدہ اور یقین کامل تھا کہ جس طرح ماضی میں اسلام نے دینا کی رہبری کر کے اسے کامیابی کی راہ دکھائی ہے اس طرح آج بھی صرف اسلام اور قرآن ہی سسکتی دم توڑتی انسانیت کے دکھوں کا مداوا بن سکتا ہے صرف وہی موجودہ دور کی گہرائیوں، بحران و انتشار، انار کی خود فریبی سے دنیا کو نجات دلا سکتا ہے آپ نے عربوں کو اسی خواہش اور آرزو سے اپنا مخاطب بنایا کہ وہ نبی عربی ﷺ اور قرآن کا دامن تھام کر اپنے داعی ہونے کی اصل حیثیت اور مقام کو بحال کر کے دنیا کی قیادت اپنے ہاتھوں میں لیں۔ چنانچہ آپ نے اپنی تحریر و تصانیف کی ابتدا، عربی زبان سے کی ابتدائی عمر ہی میں آپ کے مضامین پر چوٹی کے عرب علماء اور دانشور سر دھنتے۔ ۱۸ سال کی عمر میں آپکا پہلا مضمون مصر کے مشہور معیاری رسالہ 'المنار' میں نامور و ممتاز عالم و صحافی علامہ سید رشید رضا نے اہتمام سے شائع کیا۔ پھر آپ سے اجازت لے کر اس مضمون کو کتابچہ کی صورت میں الگ سے شائع کیا۔ آپ کا دوسرا مضمون مشہور عربی ترجمان 'الضیا'' میں شائع ہوا تو اسے پڑھ کر عالم عرب کے عظیم انشاپرداز و ادیب و مفکر شکیب

ارسلان نے بڑے بلند الفاظ میں مضمون کی ستائش و تعریف کی ایک ممتاز عرب ادیب و دانشور ڈاکٹر انور الجندی لکھتے ہیں کہ : ”سید ابو الحسن علی ندوی کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے عربوں کی طرف اپنی توجہ مبذول کی انہیں بیدار کیا انہیں اپنے حقیقی مذہب اور ذمہ داری سنبھالنے کی دعوت دی اور انہیں یاد دلایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سر فرازی اسلام کی بدولت عطا کی ہے اور قرآن نے انہیں دنیا کی قیادت کے لئے تیار کیا ہے۔

آپ نے بار بار عرب ممالک جا کر ان کے زعما اور مفکرین علما و دانشوروں سے مل کر ان کو جھنجھوڑا اور ریڈیو و ٹیلی ویژن کے ذریعہ عوام خواص دانشوروں' سلاطین و شہزادگان کو بڑی جرأت و بے باکی سے انکی کمزوریوں' مغربی تہذیب کے تحت آجانے' سامراجی طرز' تجدد و ترقی پسندانہ خیالات و نظریات اور رحجانات کے زیر اثر آجانے پر سخت الفاظ میں تنقید کی۔ ”اسمعیات“ کے نام سے ہر ملک کو خطاب کیا۔ اسمعی یا مصر !اے مصر سن !اے سیریا سن !اے لالہ صحرا (کویت) سن ! اے ایران سن ! جزیرۃ العرب کا پیغام دنیا کے نام دنیا کا پیغام جزیرۃ العرب کے نام آپ نے عرب عوام' علما' دانشوروں' حکمرانوں اور بادشاہوں تک کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر کہا کہ تمہارا وجود و پہچان صرف محمد رسول اللہ ﷺ اور اسلام کا رہین منت ہے۔ اگر ان دو چیزوں سے تعلق ختم ہو جاتا ہے تو پھر عربوں کے پاس کچھ بھی نہیں بچتا۔ غرض آپ نے نصف صدی تک عربوں کو جو پیغام دیا اسکا خلاصہ ہے۔ ؎ نہیں وجود حدود و ثغود سے اس کا محمد عربی سے ہے عالم عربی

نہ محمد رسول اللہ سے پہلے عربوں کی کوئی حیثیت تھی اور نہ محمد عربیؐ سے بیگانہ ہو کر انکی کوئی حیثیت رہ سکتی ہے۔ عصر حاضر کے ممتاز عالم عظیم دانشور نامور خطیب و رہنما علامہ یوسف قرضاوی لکھتے ہیں : ہم نے شیخ ابو الحسن علی ندوی کی کتابوں اور رسالوں میں نئی زبان اور جدید روح محسوس کی۔ انکی توجہ ایسے مسائل کی جانب ہوئی جن کی جانب ہماری نظر نہیں پہنچ سکتی۔ علامہ ابو الحسن علی ندویؒ پہلے شخص ہیں جنھوں نے ہمیں الفاظ و موقف کی اہمیت و قیمت سے روشناس کرایا اور ان سے متاثر ہو کر بعد میں دوسرے مصنفین نے لکھنا شروع کیا۔ عربی ادب میں انکا نام مسلّم ہے بلا مبالغہ اس وقت آپ کی سطح کا مؤرخ و ادیب عرب و عجم میں نایاب ہے آپکے علمی و فکری مباحث تو تسلیم شدہ

ہیں ہی آپ کی عربی تحریروں کا حال یہ ہے کہ خود عرب علماء و خطباء آپ کی عبادتوں کو رٹتے اور حفظ یاد کرتے ہیں اور جمعہ کے خطبوں تک میں نقل کرتے ہیں۔ حتی کہ حرمین شریفین کے ائمہ آپ کی عبارتوں کو جمعہ کے خطبات میں نقل کرتے ہیں۔ آپکی عربی کتابیں عرب ممالک کی یونیورسٹیوں کالجوں اور اسکولوں میں داخل نصاب ہیں اور خود بھارت میں کشمیر سے لے کر راس کماری تک عصری کالجوں اور اسکولوں میں آپکی عربی ادب کی کتابیں داخل نصاب ہیں آپکی تصنیفی زبان شروع ہی سے عربی رہی ہے۔ پھر دنیا کی مختلف زبانوں میں آپکی کتابوں کے بے شمار ایڈیشن چھپے۔ اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ بلاشبہ آپ عالم عرب میں اسوقت محبوبیت و مقبولیت کے انتہائی عروج پر تھے۔ غرض آپکو عالم عرب میں وہ مقام حاصل ہو گیا جو اس دور میں کسی غیر عربی کو حاصل نہ ہو سکا۔ یہ امتیاز و انفرادیت آپ کو اخلاص و للّٰہیت بے لوثی و بے نیازی کے ساتھ ساتھ عرب مسائل و مشکلات سے گہری واقفیت ان سے دلی ہمدردی اور انہیں بروقت جدید فتنوں اور خطرات سے خبردار کرنے کی بدولت حاصل ہوئی۔ آپکی جو کتاب اردو میں دس پندرہ ہزار چھپتی' وہ عربی میں لاکھوں کی تعداد میں چھپتی رہی۔ عربوں نے آپ کی حمیت دینی غیرت اسلامی ربانیت وروحانیت کی وجہ سے آپ کی بے انتہا قدردانی کی انہوں نے کھلے دل سے آپ کی عظمت کا اعتراف کیا بقول پروفیسر خورشید احمد صاحب کے عرب دنیا آپکی فصاحت و بلاغت کا لوہا مانتی ہے غرض آپ کو عربوں میں ایسی مقبولیت اور ہر دلعزیزی حاصل تھی کہ جب کسی پڑھے لکھے عرب کی کسی ہندی مسلمان سے ملاقات ہوتی تو بسااوقات اسکا پہلا سوال یہ ہوتا کہ ابوالحسن علی ندوی کیسے ہیں؟

تاریخ و تذکرہ آپ کے مطالعہ کا خصوصی موضوع رہا آپ نے اسلامی تاریخ اور اکابرین اسلام کے احوال و سوانح پر اسقدر لکھا کہ اس دور میں پورے عالم اسلام میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ آپکی تحریروں میں تاریخ و ادب ایک دوسرے سے ہم آغوش نظر آتے ہیں آپ کی تحریروں سے اندازہ ہوتا ہے کہ دینی و علمی موضوعات پر بھی نہایت دلکش اور افسانوی انداز میں خامہ فرسائی کی جاسکتی ہے اور دینی تحریریں بھی ادبی دلچسپی رکھ سکتی ہیں آپ کے اسلوب بیاں مین علم و فکر سنجیدگی و متانت اعتماد و ٹھہراؤ تو ہے ہی مگر اسکے ساتھ ساتھ کبھی کبھی شعلہ کی سی لپک اور طوفان کا سا دبدبہ

محسوس ہوتا ہے آپکی تحریر سے ولولہ وابتھاج کی لہریں دوڑ جاتی ہیں آپکے اسلوب نثر کی کشش انگیز توانائی خود آپکی شخصیت کی مرہون منت ہے آپکی شخصیت بڑی متنوع اور ہمہ گیر ہے جس نے اپنے اندر گلشن دین وادب کے بہت سارے پھولوں کا عطر کشید کرلیا ہے۔ آپ کی تحریروں اور اسلوب میں آپ کی شخصیت کی طرح مدرسہ وخانقاہ کی طمانیت وسکون بھی ہے علم وادب کی جاذبیت وحسن بھی ساتھ ہی ساتھ تحریک واجتماعیت کی حرارت وسرگرمی بھی ہے۔ یہی جامعیت آپکی شخصیت کا خاص امتیاز ہے اور آپ کی تحریر کا بھی آپ نے تاریخ وتذکرہ کو اپنے مطالعہ اور انشا کا موضوع بنایا تاکہ نئی نسل اسلاف کے کارناموں سے روشنی وحرارت حاصل کرکے دعوت وعزیمت پر سرگرم عمل ہوجانے کا حوصلہ حاصل کرے۔ آپکے طرز تحریر کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ آپ کے یہاں بے جا جوش کہیں نہیں ملتا جبکہ زور ہر جگہ نظر آتا ہے یہ زور بیاں درحقیقت آپکے فکر ونظر کی دین ہے۔ آپ صاحب نظر بھی تھے اور صاحب دل بھی جب فکر کیساتھ ذکر بھی ہو تو کیا کہنا یہی وجہ ہے کہ آپ کی تحریروں میں سنجیدہ وحسین انداز میں نہایت گہری باتیں ملتی ہیں۔ از دل خیزد بر دل ریزد کی جھلک آپ کی ہر تحریر وتقریر کا خاصہ ہے آپ کی چھوٹی بڑی کتابوں کی تعداد ایک سو ستتر ہے بیشتر کتابوں کے ترجمے اردو' فارسی' ترکی' انگریزی اور دیگر زبانوں میں ہوچکے ہیں جب آپ کی پہلی عربی کتاب ماذا خسر العالم بالخطاط المسلمین منظر عام پر آئی تو اس نے عرب دنیا میں ہلچل مچادی۔ دمشق یونیورسٹی کے کلیۃ الشریعۃ کے ممتاز سکالر و نامور مصنف استاذ پروفیسر محمد المبارکؒ نے اسے اس صدی کی بہترین کتاب قرار دیا اور کہا کہ اگر کسی نے یہ کتاب نہیں پڑھی تو اسکا مطالعہ ناقص رہے گا۔ اس کتاب کے متعلق ایسے ہی تاثرات بیشتر عرب زعماء اور مفکرین کے ہیں جیسے ڈاکٹر یوسف موسیٰ استاد سید قطب شہیدؒ' علامہ الشام شیخ محمد بہجۃ البطار اور اخوان کے مشہور رہنما ڈاکٹر مصطفی سباعی عظیم مفکر وعالم استاد علی طنطاوی وغیرہ وغیرہ۔ پوری عرب دنیا' سعودی عرب مصر وشام اور فلسطین وعراق کے چوٹی کے زعماء ومفکرین نے اسے اس صدی کی بہترین کتاب قرار دیا اس کتاب نے پینتیس سال کی عمر میں آپ کی شہرت ونا موری کو عرب دنیا میں گھر گھر پہنچادیا۔ مشہور ونامور فاضل لندن یونیورسٹی میں مڈل ایسٹ سیکشن کے چیئرمین

ڈاکٹر بنگھم نے ان الفاظ میں اس کتاب کو خراج تحسین پیش کیا کہ ''اس صدی میں مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کی جو کوشش بہتر سے بہتر طریقہ پر کی گئی یہ اسکا نمونہ اور تاریخی دستاویز ہے۔

مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی کا ایک بڑا کارنامہ علامہ اقبال کی شاعری اور فکر سے عربوں کو روشناس کرانا ہے آپ کی منفرد اور وقیع کتاب روائع اقبال (عربی) اور اسکے اردو ترجمہ ''نقوش اقبال'' کے بغیر سلسلہ اقبالیات کی فہرست مکمل نہیں سمجھی جاسکتی۔ اگرچہ آپ سے پہلے عزام اور عباس محمود نے عالم عربی میں اقبال کو متعارف کرانے کی کوشش کی مگر واقعہ یہ ہے کہ وہ دونوں اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے تھے۔ روائع اقبال کو پڑھتے ہوئے محسوس ہوتا ہے کہ مولانا ندوی نے فکرِ اقبال کی بلندی، بلند حوصلگی اور وسعت افلاک میں تکبیر مسلسل کو اپنی زندگی کا حصہ اور مشن بنالیا ہے۔ غالباً اسی کے پیش نظر جناب ماہر القادری مرحوم نے نقوش اقبال پر اپنے ماہنامہ رسالہ فاران میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ''یہ کتاب اس مجاہد عالم کی لکھی ہوئی ہے جو اقبال کے مرد مومن کا مصداق ہے اس لئے بجاطور پر کہا جاسکتا ہے کہ نقوش اقبال میں خود اقبال کی فکر و روح اس طرح گھل مل گئی ہے جیسے پھول پھول میں خوشبو اور ستاروں میں روشنی پڑھتے ہوئے محسوس ہوتا ہے جیسے شبلی کا قلم غزالی کی فکر اور ابن تیمیہؒ کا جوش و اخلاص اس تصنیف میں کار فرما ہے''

واقعہ یہ ہے کہ دینی و عصری علوم کے شناور ہونے کے ناطے علامہ ندوی کی نگاہ بصیرت نے علامہ اقبال کی خوبیوں اور کمالات کا صحیح ادراک کیا۔ آپ لکھتے ہیں: ''میری پسند و توجہ کا مرکز وہ اسلئے ہیں کہ بلند نظری اور محبت و ایمان کے شاعر ہیں۔ ایک عقیدہ دعوت و پیغام رکھتے ہیں مغرب کی مادی تہذیب کے سب سے بڑے ناقد اور باغی ہیں اسلام کی عظمت رفتہ اور مسلمانوں کے اقبال گزشتہ کیلئے سب سے زیادہ فکر مند۔ تنگ نظر قومیت وطنیت کے سب سے بڑے مخالف اور انسانیت اسلامیت کے سب سے بڑے داعی ہیں جو چیز مجھے ان کے فن و کلام کی طرف لے گئی وہ بلند حوصلگی محبت اور ایمان ہے جسکا حسین امتزاج اسکے شعر و پیغام میں ملتا ہے۔ میں اپنی طبیعت و فطرت میں انہی تینوں کا دخل پاتا ہوں میں ہر اس ادب و پیغام کی طرف بے اختیار نہیں بڑھتا ہوں

جو بلند حوصلگی اور احیاۓ اسلام کی دعوت دیتا اور تسخیر کائنات اور تعمیر النفس و آفاق کے لئے ابھارتا ہے جو مہر و وفا کے جذبات کو غذا دیتا اور ایمان و شعور کو بیدار کرتا ہے محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت اور انکے پیغام کی آفاقیت و لبدیت پر ایمان لاتا ہے۔"

مارچ 1994ء میں جب یہ ناچیز رائے بریلی حاضر ہوا تو عشا کی نماز کے بعد آدھی رات تک اقبالیات پر گفتگو فرماتے رہے۔ اور برجستہ اردو فارسی کلام سناتے رہے اندازہ ہوا کہ حضرت مولانا کو اقبال کا تقریباً سارا کلام ازبر ہے مجھے اقبال کی مشہور نظم جسکا پہلا شعر ع

سمائی کہاں اس فقیری میں میری کلیسا کی بینا د رہبانیت تھی

سنا کر نوٹ کروائی اور فرمایا آپ مغرب میں رہتے ہیں اس پر خوب غور و خوض کیجئے۔ اقبال نے اس میں پورے مغربی فکر و فلسفہ کو سمو دیا ہے۔

آپ اپنی علمی و فکری اور تصنیفی مشغولیت کے باوصف بھارتی مسلمانوں کی سیاسی و ملی خدمات سے کبھی غافل نہیں ہوئے۔ خاص طور پر آخری بیس سالوں میں مسلم پرسنل لاء بورڈ کے پلیٹ فارم سے بھارتی مسلمانوں کے لئے موثر قیادت اور خدمات انجام دیں آپ کو اپنے ہر دلعزیز اوصاف کی بنا پر تمام مکاتیب فکر کا بھرپور اعتماد حاصل رہا شاہ بانو کیس کی گتھی سلجھانے میں آپ کی رہنمائی نے اہم کردار ادا کیا۔ گزشتہ دنوں جب یوپی حکومت نے اسکولوں میں سرسوتی پوجا کا گیت لازمی قرار دے دیا تو آپکے ایک جرأت مندانہ بیان نے ملک کے حالات بدل دیئے۔ اور حکومت کو اپنا فیصلہ واپس لینے پر مجبور ہونا پڑا آپ صحیح معنی میں ایک ایسا روشن چراغ تھے جس کی لو سے ظلم و طغیان کے ایوانوں میں ہلچل ہی نہیں قیامت برپا ہو جاتی تھی۔ ۱۹۸۰ء میں دیوبند کا صد سالہ اجلاس منعقد ہوا اجلاس کیا تھا انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا اس اجلاس میں سب سے زیادہ برمحل موثر طاقتور اور مجاہدانہ تقریر جو بھارتی مسلمانوں کی ترجمان کہی جاسکتی ہے آپ ہی کی تھی آپ کی یہ تقریر اس اجلاس کی جان اور پیغام سمجھی گئی آپ نے بھارتی مسلمانوں اور حکومت کو مخاطب کر کے فرمایا: " ہم صاف اعلان کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ آپ بھی اعلان کریں کہ ہم ایسے جانوروں کی زندگی گزارنے پر ہرگز راضی نہیں جن کو صرف راتب اور تحفظ (سیکورٹی)

چاہیے کہ کوئی ان کو نہ مارے ہم ہزار بار ایسی زندگی گزارنے اور ایسی حیثیت قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں ہم اس سرزمین پر اپنی اذانوں نمازوں کے ساتھ رہیں گے بلکہ تراویح اشراق تہجد تک چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہونگے۔ ہم ایک ایک سنت کو سینہ سے لگا کر رہیں گے۔ ہم رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کے ایک نقطہ سے بھی دست بردار ہونے کے لئے تیار نہیں ہم کسی قومی دھارے سے واقف نہیں ہم تو صرف اسلامیت کے دھارے کو جانتے ہیں ہم تو دنیا کی قیادت و امامت کے لئے پیدا کیے گئے ہیں۔" گزشتہ دنوں ۲۸ / ۲۹ / ۳۰ اکتوبر ۹۹ء مسلم پرسنل بورڈ کے اجلاس واقع بمبئی میں آپ نے اپنی صدارتی تقریر میں صاف فرمایا: "ہم اسکی بالکل اجازت نہیں دے سکتے کہ ہمارے اوپر کوئی اور نظام معاشرت نظام تمدن اور عائلی قانون مسلط کیا جائے۔ ہم اس کو دعوت ارتداد سمجھتے ہیں اور ہم اسکا اسی طرح مقابلہ کریں گے جیسے دعوت ارتداد کا مقابلہ کیا جانا چاہیے۔ یہ ہمارا شہری جمہوری اور دینی حق ہے۔ آپ عالم اسلام اور خاص طور سے بھارتی مسلمانوں کو اکثر فاتح مصر حضرت عمر بن عاصؓ کا انتباہ آگہی یاد دلاتے انتم فی رباطٍ دائم (تم مسلسل محاذ جنگ پر ہو) تمہیں ہر وقت چوکنا اور خبردار رہنے کی ضرورت ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ برصغیر کے طبقہ علماء میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ صاحب کے بعد علامہ ابوالحسن علی ندوی واحد شخصیت ہیں جنھوں نے ملکی حدود سے ماوریٰ ہو کر پوری ملت اسلامیہ اور پوری انسانیت کی فکر کی ۱۹۸۰ء میں آپ کو ایک رات پے در پے دوبار سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت ہوئی جس میں سرور دو عالم نے فرمایا میری حفاظت کا کیا انتظام کیا ہے اس وقت آپ نے جنرل ضیاء الحق صاحب کو سرور دو عالم کا پیغام پہنچا کر فرمایا۔ کل قیامت کے روز دربار رسالت میں آپکا دامن ہو گا اور میرے ہاتھ کہ میں نے پیغام پہنچا کر اپنی ذمہ داری ادا کر دی تھی آپ خلیج کی جنگ کے بعد سے سرزمین عرب پر امریکی فوجوں کی موجودگی پر سخت پریشان تھے وفات سے چند ہفتہ پہلے جب یہ ناچیز حاضر خدمت ہوا اس وقت فالج حملہ کے بعد سے مسلسل نقاہت کے عالم میں تھے کسی صاحب نے پاکستان کے فوجی سربراہ پرویز مشرف صاحب کا اخباری بیان سنا دیا جس میں انہوں نے ترکی کے مصطفیٰ کمال اتاترک کو اپنا آئیڈیل و ہیرو بتا کر ان کے نقش قدم پر چلنے کا عندیہ ظاہر کیا تھا اس پر آپ

تڑپ اٹھے اور فرمایا :"اس صدی میں اسلام کو سب سے زیادہ نقصان جس شخص نے پہنچایا وہ اتا ترک ہیں کاش کوئی میری کتاب اسلام و مغربیت کی کشمکش کا انگریزی ایڈیشن ان تک پہنچادے (جس میں اتاترک کے متعلق تفصیلی معلومات ہیں) میں نے عرض کی پرسوں میرا پاکستان کا سفر ہے ان شاء اللہ کتاب پہنچ جائے گی۔ اس پر خوش ہوکر فرمایا میں صبح سے دعا کررہا تھا اے اللہ میرے اس کام کے انجام کیلئے کسی شخص کو بھیج دے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیج دیا اور فرمایا ان شاء اللہ یہ کام آخرت میں آپکی نجات کے لئے کافی ہوگا اس کام کے انجام دہی کی اطلاع پر انتہائی پرمسرت اور بلند الفاظ میں گرامی نامہ تحریر فرمایا جو میرے پاس حضرت کا آخری گرامی نامہ ہے واقعہ یہ ہے کہ اس دور میں آپ کی ہستی پوری ملت اسلامیہ کیلئے ایک سایہ شجر دار اور اس شعر کی صحیح مصداق تھی۔

خنجر چلے کسی پہ تڑپے ہیں ہم امیر سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

جب بھی آپ نے ضرورت محسوس کی نہ صرف بھارت کے حکمرانوں بلکہ عالم عرب اور مسلم ممالک کے حکمرانوں کو کلمہ حق جرأت کے ساتھ کہا یہ اس دور میں صرف آپ کا امتیاز تھا ورنہ اس زمانہ کے طبقہ علماً و مشائخ میں یہ چیز ناپید ہو چکی ہے۔

علامہ ندوی کا سب سے نمایاں وصف آپ کا فکری کام ہے آپ کی تحریروں میں مغرب کے گمراہ کن الحادی فکر و فلسفہ کا مسکت جواب اور مدلل رد موجود ہے اس وقت دنیا اور خاص طور پر ملت اسلامیہ کا سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے کہ اقوام عالم اور پوری انسانیت بدقسمتی سا مغرب کے ان افکار و نظریات کی اسیر بن چکی ہے جس نے علم و فکر تہذیب و تمدن اور ترقی و خوشحالی کے نام سے پوری انسانیت کو وحی آسمانی سے مٹا کر خواہش نفسانی کی راہ پر ڈال دیا ہے۔ برصغیر کے طبقہ علماء میں جس چیز نے آپکی شخصیت کو ممتاز کیا وہ آپ کا یہی کارنامہ ہے مغربی فکر و فلسفہ اور افکار و نظریات کے غلبہ نے عالم اسلام کیلئے بے شمار مسائل پیدا کردیئے ہیں اور جب تک مغرب کا فکری غلبہ موجود ہے ۔عالم اسلام کبھی سربلندی، عزت اور غلبہ نہیں پاسکتا۔ آپ ندوۃ العلماء کے طلبا کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں :"اس وقت جس طبقہ کے ہاتھ میں زمام کار ہے وہ مغربی تہذیب کو مثالی اور انسانی تجربات کی آخری منزل اور حرف آخر سمجھتا ہے اور اسکو اسلام کے نظام کے قائم مقام خیال

کرتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اسلام کا نظام اپنی ساری افادیت کھو چکا ہے اب اسکو دوبارہ کارگاہ حیات میں لانے کی زحمت دینا صحیح نہیں ہے۔ یہ ہے وہ زندہ سوال جو اس وقت ایک شعلہ کی طرح ایک بھڑکی ہوئی آگ کی طرح تمام اسلامی ممالک میں پھیل چکا ہے اور جس کے اثر سے کوئی طبقہ اور کوئی پڑھالکھاانسان پورے طور پر محفوظ نہیں ہے۔" ...... یہ ایک سازش چلی آرہی ہے فکری طور پر بھی سیاسی وانتظامی طور پر بھی ہمیں اسی طور پر اسکا مقابلہ کرنا ہے اور تعلیم یافتہ طبقہ کو مطمئن کرنا اور اسلام پر اسکا یقین واپس لانا دوبارہ یقین پیدا کرنا ہے کہ اسلام اس زمانہ کا ساتھ دے سکتا ہے قیادت کرسکتا ہے۔ یہ ہے آج کا اصل فتنہ کہ اسلام اس زمانہ کا ساتھ نہیں دے سکتا آپکو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ اسلام کا اس زمانہ کے ساتھ دنیا تو الگ رہا یہ تو اس تنزل کے بعد اس زمانہ کو ہلاکت سے بچا سکتا ہے۔ اسلام زمانہ کو راہ پر لگا سکتا ہے۔ اسلام اس زمانہ کو مبارک بنا سکتا ہے۔ اور اسلام اس زمانہ کو رہنے کا سلیقہ سکھا سکتا ہے۔ اس کے لئے آپ کو تیاری کرنی ہے..... آج انڈونیشیا' مشرق اقصیٰ سے مراکش تک امریکہ ویورپ کی سازش سے اسلام پر اعتماد متزلزل کردیا گیا ہے۔ اسلام پر عمل کرنے کو فرسودگی رجعت پسندی فنڈا مینٹل ازم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ تاکہ ایک پڑھے لکھے آدمی کو شرم آنے لگے کہ حاشا و کلا وہ فنڈامینٹلسٹ نہیں۔ آپکو وہ کام کرنا ہے کہ لوگ سینہ تان کر اور آنکھیں ملا کر یہ کہیں کہ ہاں ہم فنڈامینٹلسٹ ہیں ہمارے نزدیک فنڈا مینٹل ازم ہی دنیا کو بچا سکتا ہے ساری خرابی اور سار فساد فنڈا مینٹل ازم نہ ہونے کی وجہ سے ہے کوئی اصول نہیں کوئی معیار نہیں کوئی حدود نہیں صرف نفس پرستی ہے صرف خواہش پرستی ہے صرف اقتدار پرستی ہے اس لئے آپ کو تیاری کرنی ہے۔ اس کے بعد آپ مزید وضاحت سے عصر حاضر کی سب سے اہم ضرورت کی طرح توجہ دلاتے ہوئے طلباء سے فرماتے ہیں : "اسلام کا مجدد کہلانے کا وہی مستحق ہوگا جو اسلامی شریعت کی برتری ثابت کرے زندگی سے اسکا پیوند لگائے اور ثابت کرے کہ اسلامی قانون وضع قانون اور انسانوں کے تمام خود ساختہ قوانین سے آگے ہے زمانہ سے آگے کی چیز ہے زمانہ اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا اور دنیا نے خواہ کتنی ہی ترقی کی ہو لیکن اسلامی قوانین اسکی رہنائی کی اب بھی صلاحیت رکھتے ہیں اسکے تمام سوالات کے جوابات دیتے ہیں اور انسانی زندگی کے پیدا

ہونے والے مسائل کا حل ان کے اندر موجود ہے اس میں ایک بالغ معاشرہ کی تنظیم کی بہترین صلاحیت ہے"

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی شخصیت کوئی معمولی شخصیت نہیں تھی ایسی شخصیتیں صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں اور ملت بلکہ پوری انسانیت کے لئے رحمت ثابت ہوتی ہیں۔ علی میاں ایک فرد اور ایک ذات کا نام نہیں ایک مشن' ایک تحریک اور ایک دعوت اور ایک انقلاب کا نام ہے آپ کے انتقال سے علم و حکمت کا آفتاب غروب ہو گیا وہ آفتاب جسکی روشنی سے عرب و عجم مستفید ہو رہا تھا آپ ایک عظیم مفکر' مدبر' مورخ' عالم دین' عربی زبان وادب کے ماہر اعلیٰ درجہ کے انشاپرداز و سوانح نگار تھے اسی کے ساتھ زہد و تقویٰ' سادگی و قناعت اور خلوص و محبت کا پیکر اور سلف صالحین کا نمونہ تھے مغرب کی جدید تہذیب و تمدن اور اسکے گمراہ کن افکار و نظریات پر گہری اور بسیط نظر رکھتے تھے بر صغیر کے واحد عالم دین تھے جن کی تحریروں میں مغربی فلسفہ و کفر کا رد اسکے زہد کا تریاق بکثرت موجود ہے مغرب کے برپا کئے ہوئے فساد اور گمراہ کن نظریات کے خلاف آپ کا بے باک مدلل اور موثر قلم جراحت و مرھم دونوں کا کام کرتا تھا عالمی مسائل و امور پر آپ کی نظر گہری اور عمیق اور ملت کے اجتماعی مسائل سے دلی تعلق تھا ملکی و عالمی سیاسی و سماجی حالات و مسائل سے آپ کو وسیع و عمیق واقفیت تھی۔ علمی و فکری ہر موضوع پر آپ نے قلم اٹھایا اور جس موضوع پر آپ نے جو لکھا وہ اس فن کے لئے اتھارٹی مانا گیا۔ بر صغیر کے اس صدی کے اکابر علماء و اہل اللہ جیسے حضرت مولانا محمد الیاسؒ' مولانا احمد علی لاہوریؒ' مولانا حسین احمد مدنیؒ' شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ دیگر علماء اہل اللہ کے آپ ہمیشہ محبوب و منظور نظر رہے آپکے شیخ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری کا مقولہ مشہور ہے کہ اگر خدا نے پوچھا کہ دنیا سے کیا لایا تو علی میاں کو پیش کردونگا آپکو یہ بھی شرف حاصل ہے کہ بر صغیر کے اس صدی کے بیشتر اکابر علماء اور اہل اللہ کا تعارف آپ کے قلم سے ہوا۔ اسکے ساتھ ہی تاریخ دعوت و عزیمت کی سات جلدیں لکھ کر اسلام کے چودہ سو سالہ مشاہیر اور اکابرین امت کا تذکرہ ایسے موثر دلکش اور تعمیری انداز میں لکھا جس سے نئی نسل بہت کچھ فائدہ اٹھا سکتی ہے۔ آپکی شخصیت جس طرح علماء مدارس صوفیاء

۶۴۳

کرام اور خانقاہوں میں مسلم تھی اسی طرح عصری طبقات عصری تعلیم گاہوں، علی گڑھ، قاہرہ، مکہ، جینوا، لندن اور نیویارک میں بھی مقبولیت رکھتی تھی۔ دنیا بھر کے علماء زعما مفکرین ودانشور حتی کہ حکمران آپ کو عقیدت وعظمت کی نظر سے دیکھتے تھے اپنے اخلاق عالیہ کی بدولت آپ ہر طبقہ میں مقبولیت رکھتے تھے۔ ندوۃ العلماء (لکھنؤ) کے ناظم اعلیٰ ہونے کے علاوہ دار العلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے رکن آل انڈیا مسلم پرسنل لاٴ بورڈ کے صدر، آل انڈیا ملی کونسل کے سرپرست، رابطہ ادب اسلامی (مکہ مکرمہ) کے سربراہ، مدینہ یونیورسٹی (مدینہ منورہ) کی مجلس مشاورت کے رکن، آکسفورڈ یونیورسٹی کے اسلامی سینٹر کے سربراہ، جامعہ الہدیٰ (نوٹنگھم) کے سرپرست دعوت اسلامی کی عالمی مجلس اعلیٰ (قاہرہ) کے ممبر دار المصنفین و شبلی اکیڈمی (اعظم گڑھ کے صدر، عالمی یونیورسٹیوں کی انجمن، واقع رباط (مراکش) کے ممبر بین الاقوامی یونیورسٹی (اسلام آباد) کی ایڈوائزری کونسل کے ممبر، قاہرہ، دمشق اور اردن کی عربی اکیڈمی کے ممبر اسکے علاوہ سینکڑوں علمی ودینی اداروں اور تنظیموں کے سرپرست تھے۔ آپ بر صغیر کی واحد شخصیت تھے جنہیں دوبار خانہ کعبہ کی کنجی حوالے کی گئی اسی طرح شاہ فیصل ایوارڈ دبئی (امارت) کا عالمی شخصیت کا ایوارڈ اور سلطان برونائی ایوارڈز سے نوازے گئے۔ آپکے زہد اور دنیا سے بے نیازی کا یہ عام کہ ان ایوارڈز کے کروڑوں روپیوں کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا بلکہ اسی وقت ساری رقم افغان مجاہدین، مساجد ومدارس اور دینی وتعلیمی اداروں میں تقسیم فرمادی۔ ۹۶ء میں حکومت ترکیہ نے آپ کے اعزاز میں اور آپ کی شخصیت اور علمی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد کی جسمیں دنیا بھر کے علماء کرام دانشوروں اور چوٹی کے اسکالروں نے آپ کی علمی فکری ودینی خدمات پر مقالے پڑھے دنیا بھر کی بیشتر دینی تحریکیں اور عالمی اسلامی تنظیمیں آپ کو اپنا سرپرست ومربی سمجھتی تھیں اور آپکے قیمتی مشوروں اور رہنمائی کی طالب رہتی۔ جیسے بر صغیر کی مشہور تبلیغی جماعت عرب دنیا کی سب سے بڑی دینی تحریک اخوان المسلمین انڈونیشیا کی ماشومی پارٹی اور جماعت اسلامی وغیرہ وغیرہ دیوبند کے علاوہ دیگر تمام مکاتب فکر کے علماء ومشاہیر بھی آپ سے محبت وعقیدت کا تعلق رکھتے تھے۔ ۲۸ اکتوبر ۹۹ء مسلم پرسنل لاٴ بورڈ کے اجلاس واقع بمبئی

میں جب آپ نے اپنی علالت کے سبب استعفیٰ پیش فرمایا تو اس ناچیز نے دیکھا کہ پورے اجلاس پر سناٹا چھا گیا اور کوئی بھی اسے قبول کرنے کے لئے آمادہ نہیں تھا سب سے پہلے ملی کونسل کے سربراہ مولانا مجاہد الاسلام قاسمی نے کہا جب کشتی طوفان اور منجدھار میں ہوتی ہے تو ملاح نہیں بدلا جاتا۔ شعیہ رہنما علامہ قلب صادق نے کہا پرسنل لابورڈ کی صدرات حضرت مولانا کے لئے کوئی وجہ عزت و افتخار نہیں بلکہ بورڈ کے لئے یہ اعزاز فخر کی بات ہے کہ حضرت مولانا اسکے صدر ہیں جماعت اسلامی کے امیر مولانا سراج الحسن صاحب نے کہا آج یہاں پورے ہندوستان سے مختلف مکاتب فکر کے رہنما موجود ہیں اگر پوری دینائے اسلام سعودی عرب' ترکی' پاکستان' انڈونیشیہ سوڈان وغیرہ وغیرہ کے زعماء ورہنما یہاں ہوتے تب بھی صدارت کے لئے سب کی زبان پر ایک ہی نام ہوتا اور وہ مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کا ہوتا۔ اسکے بعد تمام مکاتب فکر کے رہنماؤں نے بیک زبان کہا حضرت مولانا ہی بورڈ کے تاحیات صدر ہیں اسی طرح بھارت کی تمام سیاسی پارٹیاں آپ کا احترام کرتیں۔ بھارت کے وزیراعظم اور وزرائے اعلیٰ آپکے در دولت پر حاضری دیتے بھارت کی حکومت نے دوبار آپ کو بھارت کا سب سے بڑا قومی ایوارڈ پدم بھوشن اور بھارت رتن دینا چاہا مگر آپ نے قبول کرنے سے سختی سے انکار کیا مسلم پرسنل لا کی جدوجہد کے دوران شاہ بانو کیس کے موقع پر بھارتی حکومت نے اسلامی پرسنل لاً میں تبدیلی کرنے کا ذہن بنالیا تھا جب ایک نازک موقع پر مسلم پرسنل لاً میں ترمیم کا ارادہ ظاہر کیا کہ متعدد عرب ممالک نے اسلامی پرسنل لاً میں ترمیم کی ہے تو آپ نے فرمایا الحمد اللہ ہم بھارتی مسلمان اسلام کے متعلق خود کفیل ہیں کسی عرب ملک کے محتاج نہیں جب راجیو صاحب نے اس مسئلہ میں جامع ازہر (مصر) کے علماء سے رجوع کرنے کا عندیہ ظاہر کیا تو حضرت مولانا نے فرمایا الحمد للہ یہاں ایسے علما موجود ہیں کہ اگر انکا نام جامع ازھر میں لیا جائے۔ تو احترام میں ازہر کے چوٹی کے علما کی گردنیں جھک جائیں آپ نے مزید فرمایا بارہا ایسا ہوا ہے کہ دنیا بھر کے مسلم علماء کی سب سے بڑی تنظیم رابطہ عالم اسلامی (مکہ مکرمہ) میں پوری دنیا کے مسلم اسکالرز کی رائے ایک جانب اور آپ کے ملک کے ایک اسکالر کی دوسری جانب ہوتی تب آپ کے ملک کے اسی ایک شخص کی رائے پر فیصلہ کیا گیا اور ساری

دینا کے اسلامی اسکالرز نے آپ کے ملک کے اسکالر کی رائے کے سامنے سر جھکا دیا یہ سن کر راجیو صاحب خاموش ہو گئے اسکے بعد جب انہیں پتہ چلا کہ وہ شخصیت انہیں کے حلقہ انتخاب (رائے بریلی) کی ہے تو انہوں نے اس پر کئی بار فخر کا اظہار کیا۔ حضرت مولانا کی گفتگو کے بعد راجیو صاحب نے اسلامی شریعت کی روشنی میں (مطلقہ کے نفقہ کے) مسئلہ کو معلوم کرنا چاہا جب انہیں تشفی بخش جواب ملا تو انہوں نے بھارتی پارلیمنٹ میں اس مسئلہ پر بحث کے دوران کہا کہ میں نے امریکہ و یورپ سمیت دنیا بھر کے قوانین کا مطالعہ کیا ہے مگر چودہ سو سال پہلے قرآن اور اسلام نے عورت کو جو حقوق دیئے ہیں وہ اب تک دنیا کا کوئی قانون نہیں دے پایا۔ بالآخر انہوں نے کانگریس کے ممبران کے نام ہیپ (لازمی حکم) جاری کر کے بھارتی پارلیمنٹ میں مسلمانوں کے مطالبہ کے مطابق بل پاس کروایا اس طرح حضرت مولانا کی شخصیت کی بدولت مسلمان پارلیمنٹ میں پرسنل لأ بورڈ کی جنگ جیت گئے غرض اس دور میں ایسی مقبولیت اور محبوبیت کی کوئی دوسری نظیر نہیں ہے۔

آپ کے سانحہ ارتحال پر پوری ملت اسلامیہ نے جس طرح رنج و غم کا اظہار کیا تاریخ میں اسکی مثال نہیں ملتی۔ دنیا بھر کے اخبارات و رسائل و مجلّات کے اداریوں اور جو مضامین و مقالات آپکی شخصیت پر چھپ چکے ہیں اگر صرف انہیں یکجا کیا جائے تو کئی ضخیم جلدیں تیار ہو سکتی ہیں آپکی زندگی تالیفات اور علمی کاموں پر سیمناروں یادگاری جلسوں کا لامتناہی سلسلہ بھی برابر جاری ہے۔ عربی اردو میں آپ کی متعدد سوانح آچکی ہیں دنیا بھر کی بیالیس یونیورسٹیوں میں آپکی شخصیت اور آپکے کام پر پی۔ ایچ۔ ڈی ہوا ہے۔ یہ آپ کی عنداللہ مقبولیت کی علامت ہے کہ جمعہ کی نماز کے پہلے انتقال فرمایا۔ اسی رات رائے بریلی کے چھوٹے سے قصبہ میں تدفین عمل میں آئی۔ مگر ڈیڑھ دو لاکھ افراد پروانہ وار پہنچ گئے۔ حرمین شریفین میں ۲۷ رمضان المبارک کو شب قدر کی مبارک رات میں جبکہ حرم اپنی تمام وسعتوں کے ساتھ بھرا ہوتا ہے۔ غائبانہ نماز جنازہ پڑھی گئی اسی طرح جدہ، ریاض، اور سعودی عرب کے دیگر شہروں جامع ازہر (مصر) استنبول (ترکی) بغداد، کویت، متحدہ عرب امارات، یورپ و امریکہ۔ غرض دنیا کے کونے کونے میں کروڑوں مسلمانوں نے غائبانہ نماز جنازہ ادا کی۔ ریڈیو اور ٹی وی پر وفات کی خبر نشر ہوتے ہی بر صغیر اور عالم اسلام میں غم کے بادل چھاگئے۔ یہ سب آپکی عنداللہ مقبولیت کی علامت ہے ورنہ محض کسی مفکر، اسکالر، انشاپرداز

یا کسی تحریک کے لیڈر کے لئے ایسا کبھی نہیں ہوتا یہاں لندن سے شائع ہونے والے عربی روزناموں الحیاۃ اور الشرق الاوسط میں آپ کی شخصیت پر اسقدر لکھا گیا کہ شاید ہی کبھی کسی شخصیت پر لکھا گیا ہو۔ سعودی عرب کی مجلس شوریٰ کے رکن ڈاکٹر احمد عثمان تو یجری نے لندن کے معروف روزنامہ مشرق الاوسط سے گفتگو کرتے ہوئے کہا : "علامہ ابوالحسن علی ندویؒ دعوت و اصلاح کے اماموں میں سے ایک امام تھے۔ انکے اندر بیک وقت زہد و ورع جہاد و سرمستی اور فکر و ادب کا حسین امتزاج پایا جاتا تھا۔" علامہ ندویؒ گوناگوں تصنیفی، علمی و فکری، ملی و سیاسی مشاغل کے باوصف عصر حاضر کے مفکرین و رہنماؤں کی طرح کبھی اپنی باطنی اصلاح سے غافل نہیں ہوئے آپ کی شخصیت تصوف و روحانیت میں بھی مسلم تھی آپ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری کے خلیفہ اجل تھے دنیا بھر کے ہزارہا افراد آپ سے بیعت اور روحانی تربیت کا تعلق رکھتے تھے۔ آپ اس دور میں ع درکف جام شریعت درکفے سنداں عشق

کا کامل نمونہ تھے۔ آپکی وفات بھی زندگی کی طرح قابل رشک طریقہ پر ہوئی۔ رمضان المبارک کا مہینہ جمعہ کا دن عجلت کے ساتھ غسل کر کے نیا لباس پہن کر جمعہ کی تیاری فرمائی۔ اور حسب معمول سورۂ کہف پڑھنے لگے درمیاں میں ہی سورۂ یٰسین کی تلاوت شروع فرمادی۔ اور "فبشرھم عبادی الصالحین " کی معنیٰ خیز آیت پر روح خالقِ حقیقی سے جا ملی۔ آپکے متعلق حضرت صدیق اکبرؓ کا وہ فقرہ جو انہوں نے سرور دو عالمؐ کی وفات پر فرمایا تھا طاب حیتاً و میتاً (زندگی و موت دونوں مبارک) پوری طرح صادق آتا ہے۔ آپکی وفات عیسوی کلینڈر کی صدی بلکہ ہزار سالہ تاریخ کے آخری دن اور تدفین اس صدی اور ہزارویں سال کی آخری رات میں ہونا یہ بڑا معنی خیز اشارہ ہے کہ یہ صدی علامہ ابوالحسن علی ندویؒ کی صدی تھی۔

علامہ ندویؒ نے علمأ کرام اور نئی نسل کیلئے بہت کچھ چھوڑا۔ اسّی کے قریب تصانیف سینکڑوں مقالات و مضامین لاتعداد تقاریر آپ نے کام کی طلب رکھنے والوں کیلئے کئی راہیں بنائیں اور روشن کیں۔ ان راہوں پر پیش قدمی کی ضرورت ہے۔ علامہ ندویؒ کو خراج عقیدت پیش کرنے کا صرف یہی ایک طریقہ ہے نوجوان علمأ ریسرچ و تحقیق میں قدم بڑھائیں اس کیلئے سب سے موزوں جگہ لندن ہے یہاں آپکے شایان شان علمی و فکری کاموں کیلئے ایک ادارہ قائم کیا جائے۔

● ● ●

۴۶۸

جناب محمد شریف ہزاروی صاحب
خطیب جامع دار السلام اسلام آباد

توہین رسالت کے قانون میں ترمیم

جب سے توہین رسالت کا قانون نافذ ہوا ہے تو اسی دن سے کفار کے ممالک اور انکی تنظیمیں اور انکے اہل کار این جی اوز نے یہ واویلا مچانا شروع کرر کھا تھا کہ پاکستان میں حقوق انسانی کی خلاف ورزی ہورہی ہے۔ موجودہ فوجی حکمرانوں سے پہلے تمام سیاسی حکومتوں پر امریکہ کا دباؤ تھا کہ اس قانون کو یا تو ختم کیا جائے اور یا اسمیں ایسی اور اتنی ترمیم کردی جائے کہ یہ عملاً ناکارہ اور ناقابل عمل ہو جائے۔ ان سیاسی حکومتوں نے مختلف اوقات میں یہ عندیہ ظاہر بھی کیا۔ لیکن انکو عملاً ترمیم کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اور بوجوہ وہ اپنے بیرونی آقاؤں کی خواہش کی تکمیل نہ کرسکے۔ اور جنرل صاحب نے انکی آروز کی تکمیل کردی۔

آقائے نامدار ﷺ کی ذات گرامی کے ساتھ مسلمان ایک جذباتی وابستگی رکھتے ہیں عملاً مسلمان کتنا ہی بے عمل کیوں نہ ہوں لیکن رسول ﷺ کی بات آجائے تو یہ بے عمل مسلمان بھی تاریخ کے ابواب میں ایک نیا باب رقم کرلیتا ہے۔ پاستان میں ان شاءاللہ ایسا کوئی فرد موجود نہیں (سوائے مغربی افکار کے حاملین کے) جو ناموس رسالت پر اپنی جان نثار کرنے کو اپنی سعادت نہ سمجھتا ہو' یہ مسئلہ مسلمانوں کے ایمان اور عقیدے کا مسئلہ ہے اور ایک مسلمان کیلئے سب سے زیادہ باعث تسکین یہ بات ہوتی ہے کہ وہ ناموس رسالت کیلئے اپنے ایمان اور اپنے عقیدے کے تحفظ کیلئے اپنی حقیر جان کا نذرانہ پیش کردے۔ اس لئے جس مسئلہ کے ساتھ لگاؤ میں اتنی جذباتیت ہو اور جو مسئلہ کفر و اسلام کا مسئلہ ہو اس میں کوئی ترمیم یا اس میں کسی قسم کی لچک فساد کا باعث ہوسکتی ہے۔ امن وامان کا ذریعہ نہیں۔

دنیا میں ہر فرقہ کے لوگوں کو اپنے مذہبی طور اطوار مذہبی رسومات' مذہبی پیشوا اور مذہب

کے ساتھ وابستگی غیر لچکدار ہوتی ہے۔ ہندو اپنے مذہبی پیشواؤں کے ساتھ عقیدت رکھتے ہیں، سکھ، مجوسی، پادری، یہود، عیسائی تمام اپنے مذہبی پیشواؤں کیساتھ عقیدت و محبت رکھتے ہیں اور مسلمان بھی اپنے تمام مذہبی پیشواؤں کے ساتھ عقیدت رکھتے ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ عقیدت محبت جناب خاتم المرسلین ﷺ کے ساتھ رکھتے ہیں اور بات صرف عقیدت و محبت کی نہیں بات ایمان اور عقیدے کی ہے۔ دنیا کا کوئی فرقہ اپنے کسی رسم کی توہین اپنے کسی مقتدا کی توہین برداشت نہیں کرتے تو مسلمان اس شخصیت کی توہین کس طرح برداشت کر سکتے ہیں جن کی شخصیت صرف عقیدہ و محبت کا محور نہ ہو بلکہ عقیدت و محبت کے ساتھ ساتھ وہ شخصیت جزو ایمان بھی ہو اور اگر کوئی بھی فرد مسلم انکی توہین برداشت کر جائے تو اسکا مطلب ہو گا کہ اس نے اپنے ایمان کے منافی بات کو برداشت کر لیا۔ اور جب ایمان کے خلاف بات کو برداشت کر لیا جاتا ہے تو پھر اسکا مطلب ہو گا کہ اس میں ایمان نہیں اور جب ایمان نہ ہو تو اسکو مسلمان کہلانے کا حق حاصل نہیں۔

دنیا کی ہر تہذیب و تمدن، ہر مذہب اور معاشرہ ادب و احترام کا درس دیتا ہے۔ دنیا میں کوئی مہذب معاشرہ ایسا نہیں ہو گا جو کسی کی توہین کو اپنا حق سمجھتی ہو، بلکہ ہر معاشرہ میں کسی نہ کسی انداز میں یہ بات ضرور رائج ہو گی کہ بد زبان اور دوسروں کی توہین کرنے والے شخص کو ناپسندیدہ سمجھا جاتا ہے۔ کوئی بھی معاشرہ دوسروں کی توہین کرنے والوں کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا۔ آج مغرب اپنے آپ کو مہذب معاشرہ کہتا ہے۔ امریکہ پوری دنیا میں تہذیب کا داویلا مچا رہا ہے، لیکن اسکے افکار تہذیب و تمدن سے اتنے دور ہیں کہ شاید قرون مظلمہ کے ادوار میں اسکی مثال نہ ملتی ہو، کہ عام شخص کی توہین نہیں بلکہ ایک ایسی شخصیت کی توہین کو یہ اپنا انسانی حق سمجھ رہے ہیں۔ جنہوں نے پوری دنیا کو حق کا درس دیا اور حقوق سے صرف آگاہ نہیں کیا بلکہ حقوق کے راستہ پر گامزن کیا۔ ایسی شخصیت کی توہین کو اہل مغرب بنیادی انسانی حقوق سمجھتے ہیں جس چیز کو کوئی بھی ادنیٰ شرافت والا معاشرہ عیب سمجھتا ہو وہ چیز اس شخصیت کے لئے جائز اور روا رکھا جا رہا ہے۔ جنکی آمد صرف مسلمانوں کے لئے ہی باعث رحمت نہیں بلکہ کفار کے لئے بھی ہے اگر آپ کی آمد نہ ہوتی تو کافر کب کے عذاب میں گرفتار ہو کر ہلاک ہو چکے ہوتے۔

۰۰ہ

تحفظ ناموس رسالت کے قانون سے غیر مسلموں کو بھی تحفظ کہ زندان میں داخل ہو کر اسکا وجود محفوظ ہو جاتا لیکن اب جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ فوری طور اس شاتم رسول ؐ کو گرفتار نہیں کیا جائیگا بلکہ اسکو جرمنی یا جاپان بھاگ جانے کا موقعہ فراہم کیا جارہا ہے تو کوئی بھی غیرت مند مسلمان مجاز اتھارٹی کی طرف رجوع نہیں کریگا۔ بلکہ مسلمان اکٹھے پہلے تو اس شاتم رسول کو جہنم واصل کریں گے پھر اسکے بعد عدالتوں کا مسئلہ ہے وہ چلتا رہتا ہے۔ لہذا امن وامان کو برقرار رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ توہین رسالت کے قانون میں کسی قسم کا رد و بدل نہ کیا جائے ورنہ بدامنی کا ایک ایسا طوفان بپا ہو جائے گا کہ پھر اسکا تھامنا حکومت کے بس میں نہ ہو گا۔ اور کوئی بھی غیر مسلم اقلیت کسی بھی جگہ محفوظ نہیں ہو گا۔

جنرل پرویز مشرف نے سابق وزیر اعظم کو اس وجہ سے گرفتار کیا تھا اور اب انکو سزا بھی دے دی گئی۔ کہ انہوں نے انکے طیارے کو اترنے نہیں دیا تھا۔ جنرل صاحب نے انکی حکومت بھی ختم کی اور اس بات پر انکو اور انکے چھ ساتھیوں کو گرفتار بھی کر لیا تھا لیکن گرفتاری کا حکم دینے سے قبل جنرل صاحب نے کسی کمشنر یا ڈپٹی کمشنر کو درخواست دینے کی ضرورت محسوس نہیں کی اس حکم دینے پر وزیر اعظم کی گرفتاری کا جواز بنتا ہے یا کہ نہیں ؟ اگر توہین رسالت کے قانون میں جنرل صاحب کا انصاف یہی کہتا ہے کہ پہلے انکوائری ہونی چاہیے تو طیارہ کیس بھی انکوایسی اصول پسندی کا مظاہرہ کرنا چاہیے تھا۔ کیا جنرل صاحب کی ذات رسالت مآب ﷺ کی عزت وناموس سے زیادہ قیمتی ہے ؟ نہیں ہرگز نہیں۔ تو جنرل صاحب اگر اپنی ذات کے تحفظ کے لئے سب کچھ کر سکتے ہیں تو پھر مسلمان ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے وہ کچھ کر گزرنے کے لئے تیار ہونگے جسکا تصور بھی اس وقت نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے ہماری درخواست یہ ہے کہ اس ترمیم کو واپس لیا جائے۔ حکومت اور مسلمانوں کو کسی آزمائش میں مبتلا نہ کیا جائے۔

............((((()))))............

لیفٹننٹ کرنل ریٹائرڈ محمد اعظم

بد صورت امریکن

THE UGLY AMERICAN

یہ اس کتاب کانام ہے جو سن 1959ء میں دو امریکیوں(1) نے لکھی اور امریکہ میں ہی طبع ہو کر تقریباً دو سال تک ملک کی سب سے زیادہ بکنے والی کتابوں میں سر فہرست رہی۔ یہ کتاب اس سوال سے متعلق تھی کہ امریکن لاتعداد ممالک کو اقتصادی مالی اور فوجی امداد دینے کے باوجود دنیا بھر میں ناپسندیدہ کیوں سمجھے جاتے ہیں۔ جن دنوں امریکہ میں اس کتاب کا شہرہ تھا میں وہیں پر تھا اور ایک فوجی ادارے میں زیر تربیت تھا جسکا کمانڈنٹ ایک ایسا افسر تھا جو فلپائن میں امریکن فوجوں کے جاپانیوں کے سامنے ہتھیار ڈالتے وقت لیفٹننٹ کے عہدے پر تعنیات تھا۔ مگر اس نے ہتھیار ڈالنے کی بجائے بھاگ کر لوزان کے خونخوار پہاڑی قبائل میں پناہ ڈھونڈنے کو ترجیح دی۔ اور ڈگلس میکارتھر کی فوجوں کے دوبارہ فلپائن پر قبضہ کرنے تک ایک مشہور قبیلے کے جنگجوؤں کو منظم کر کے اپنے طور پر جاپانیوں سے لڑتا رہا۔ چونکہ کرنل ڈانلڈ بلیک برن اکیلا کئی سال تک قبائل کے درمیان رہا تھا اور اسنے تجربے سے وہ کچھ حاصل کیا جو کسی اور ذریعے سے حاصل کرنا ممکن نہ تھا۔ اس لئے اسکی باتیں اس موضوع پر اپنے اندر علم و تجربے کا وہ بے بہا ذخیرہ لئے ہوتی تھیں کہ سن سن کر جی نہیں بھرتا تھا۔ کورس کے دوران ایک مضمون جو کرنل بلیک برن خصوصی طور پر خود لیا کرتا تھا اسکا عنوان Adjustment to Foreign Enviornments یا دوسرے لفظوں میں "اجنبی ماحول میں اپنے آپ کو ڈھالنا" ہوتا تھا۔

چونکہ مذکورہ کتاب میں کئی واقعات کا علم کرنل بلیک برن کو ذاتی طور پر تھا اس لئے اپنے ہم وطنوں کا تجزیہ کرنے کی وہ بہتر پوزیشن میں تھے اور وہ اس موضوع پر کھل کر بولتے تھے۔ ان کی زبانی اس وقت جو میں نے سنا اسکا لب لباب مختصر الفاظ میں کچھ یوں سمجھ لیجئے کہ

---

(1) Eugene Burdick and Welliam J. ledrer

''ہم امریکن اوچھے نودولتیے لوگ ہیں دوسری قوموں کی طرح ہماری کوئی تاریخ کوئی روایات نہیں۔ جو گہری جڑیں رکھتی ہوں۔ ہم اپنے آپ کو دنیا کے سب سے اچھا کھانے پینے والے اور خوش خوراک لوگ سمجھتے ہیں۔ اور باہر جہاں کہیں جاتے ہیں۔ یہ بات ہر کسی کو جتلاتے ہیں اور اپنے میزبانوں کو کمتر مخلوق سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ ہم امریکن باوجود تمام ترقی کے ایک جاہل قوم ہیں۔ ہمارے ایک عام شہری کی معلومات بہت کم ہیں۔ جبکہ دنیا کے کسی غریب ملک کا معمولی مزدور بھی ایک عام امریکن شہری سے زیادہ باخبر ہوتا ہے چونکہ ہماری کمٹ منٹس گلوبل ہیں۔ اس لئے باہر اپنے بہترین نمائندے نہ بھیج سکنے کی ہماری ایک بہت بڑی مجبوری ہے۔ اچھا امریکن چونکہ ملک کے اندر ہی اتنے ڈالر کمالیتا ہے۔ کہ اسے باہر جانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اس لئے کمتر استعداد کے لوگ ہی باہر جاتے ہیں جو ظاہر ہے بہترین امریکن نہیں ہوتے اور وہ ہمارے لئے مسائل پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ ہمارے کمیشنوں کے ساتھ جو لوگ باہر کے ملکوں کو بھیجے جاتے ہیں وہ اپنے آپ کو وہاں کا حاکم سمجھ بیٹھتے ہیں اور اس طرح میزبان ملکوں کے ساتھ بدمزگی اور بدسلوکی کا باعث بنتے ہیں۔ جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہم اپنے اچھے بھلے دوستوں کو دشمن بنالیتے ہیں۔ اور اگر حکومت نہیں تو عام شہری کو اپنا دشمن بنانے کے لئے ہم خود ایک سازگار فضا مہیا کر دیتے ہیں۔ اور دنیا کے دوسرے ممالک اور انکی ایجنسیاں اس تاک میں رہتی ہیں کہ امریکنوں کی غلطیوں کو کیسے اچھالا جائے اور انہیں انکے دوستوں کی نظر میں کیسے گرایا جائے۔''

آج چالیس سال سے زائد عرصہ گذر جانے کے باوجود امریکنوں کی بنیادی نفسیات بہت کم تبدیل ہوپائی ہیں۔ جب تک یہ دنیا دو بلاکوں میں منقسم رہی۔ امریکی حکومت دوست ملکوں کے حوالے سے کبھی کبھی کسی نرم گوشے کا مظاہرہ کر دیتی تھی۔ گو اس میں بھی ڈنڈی مارنے کا عنصر نمایاں رہتا تھا۔ مگر ہمارے حوالے سے کشمیر کا مسئلہ اور 65ء اور 71ء کی جنگیں سرفہرست ہیں۔ حالانکہ اس وقت ہم امریکہ کے اتحادی تھے اور دفاعی معاہدوں میں ان سے منسلک تھے۔ کشمیر کے مسئلے کا حل نہ ہونا۔ 65ء کی جنگ میں ہمارے تمام فوجی اور اقتصادی ذرائع کی بندش اور سن 71ء میں درپردہ تقسیم ملک کے منصوبے سے اتفاق رائے اور اسی سال روس بھارت دفاعی معاہدے پر

خاموشی وہ چڑ کے ہیں جنہوں نے ایک عام پاکستانی کو امریکیوں سے زیادہ متنفر کیا ہے۔ سیاسی حکومتیں یا سرکار کی ہیئت حاکمہ میں امریکیوں کے چہیتے اور گنے چنے چند دوسرے افراد کی ایک بہت چھوٹی سی اقلیت موجود ہے۔ جو اپنے آپ میں یہ جرأت نہیں پاتی کہ کھل کر اپنے محسنوں کے بارے میں بات کر سکے لیکن عمومی طور پر اس ملک کے باشعور شہری امریکیوں کی حکومت کو ان کی خود غرضانہ پالیسیوں کی وجہ سے ناپسند کرتے ہیں۔ اور اس کی مسلم کش پالیسیوں کے باعث اسے اچھی نظر سے نہیں دیکھتے۔

امریکی صدر کا حالیہ دورہ بر صغیر اور اسکے مضمرات کا اگر بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو ہم اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ اپنی قوم کے بارے میں کرنل بلیک برن کے تجزیے سے بہتر کوئی اور تجزیہ ممکن نہ تھا اپنے ۵۰ سال پرانے دوست کیساتھ جس رویے کا مظاہرہ صدر بل کلنٹن نے کیا اس سے زیادہ اہانت آمیز رویہ اختیار نہ کیا جا سکتا تھا۔ مانا کہ بین الاقوامی معاملات میں اہمیت اپنے قومی مفاد کو دی جاتی ہے اور دوسرے مسائل ثانوی حیثیت اختیار کر جاتے ہیں۔ مگر بین الاقوامی رکھ رکھاؤ۔ عالمی ضابطہ اخلاق' سفارتی آداب اور سفارتکاری کی اقدار کی یوں تضحیک نہیں کی جاتی۔ صدر کلنٹن کے دورے کی تاریخ مقرر ہونے سے پہلے ہی دنیا کو یہ تاثر دینا کہ صدر امریکہ نے پاکستان جانے کا ابھی تک فیصلہ نہیں کیا۔ مہمان کے گھر جانے سے پہلے اسکی توہین کرنے کے مترادف ہے۔ حضور اگر آپکو آنا ہے تو بسر و چشم آئیں ایک معزز مہمان کی طرح چشم ما روشن دل ماشاد۔ لیکن اگر آنے میں کوئی دقت در پیش ہے تو بے شک نہ آئیں۔ ہمیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ آپ سے پہلے آپکے ایک پیش رو جمی کارٹر صرف بھارت کا دورہ کر کے لوٹ گئے تھے۔ جس سے ہماری صحت پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ اس بار بھی اگر آپ نہ آتے تو ہمیں کوئی فرق نہیں پڑنا تھا۔ آپکے آنے سے ہماری ٹوپیوں پر کوئی سرخاب کا پر نہیں لگ جانا تھا۔

میں تاریخ کا طالب علم رہا ہوں۔ اور دنیا کے ملکوں کی عسکری تاریخ میں بھی دلچسپی رکھتا ہوں۔ اپنے مطالعے کے حوالے سے میں امریکن سول وار میں گیٹس برگ اور چانسلر وِل کی لڑائیوں کو موت کے ڈر سے بے پرواہ ہو کر لڑنے والوں کی جنگ سمجھتا ہوں۔ دوسری جنگ عظیم

کے دوران بحر الکاہل یورپ اور دوسرے محاذوں پر لڑنے والے امریکن فوجی جرأت سے لڑے۔ اور انکی شجاعت کے کارناموں کی داد نہ دینا زیادتی ہوگی۔ مگر انکی اگلی نسل کا صدر صرف چھ گھنٹے کے قیام کے لئے گرتی ہوئی صحت کے ایک غریب الوطن مجاہد کے ڈر سے اپنی حفاظت کے لئے جو حفاظتی اقدام کر کے پاکستان آیا حیرت زدہ کر دیتے ہیں۔ اقدامات ملاحظہ ہوں :-

...... صدر امریکہ کی آمد کو پوشیدہ رکھنے کیلئے بغیر شناخت متعدد ہم رنگ ہوائی جہاز استعمال کئے گئے۔

...... امریکہ سے لائی ہوئی متعدد میزائل اور راکٹ پروف متماثل کاریں جنہیں امریکن ڈرائیور چلارہے تھے ایوان صدر تک صرف چند میل کے سفر کے لئے استعمال کی گئیں۔

...... ائرپورٹ سے ایوان صدر تک سڑک کے دونوں طرف ٹریفک بند تھی اور دونوں نزدیکی کناروں پر امریکن کمانڈوز تعینات تھے اور اسکے پیچھے درمیانی حفاظتی پٹی پر پاک فوج کے دستے اور اسکے باہر پولیس کے جوان ڈیوٹی پر تھے۔

...... دہشت گردوں کو دھوکہ دینے اور شک میں رکھنے کے لئے بائیں کی بجائے سڑک کی دائیں ہاتھ کی لین کا استعمال کیا گیا۔

...... ایوان صدر میں موٹروں کا قافلہ مقررہ دروازے کی بجائے کسی اور دروازے سے داخل ہوا۔ جب کہ میزبان صدر کہیں اور کھڑا مہمان کا انتظار کر رہا تھا۔

...... موت کا اتنا ڈر اور اسامہ بن لادن کی دہشت ناقابل فہم ہو جاتی ہے۔ جب امریکن سیٹلائٹ فضا سے چپہ چپہ کی نگرانی کر رہے تھے۔ اور پل پل کی خبریں دے رہے تھے۔

اس سطح پر موت کا اتنا خوف میری سمجھ سے باہر ہے اور وہ بھی اک ایسے بے سروساماں شخص کے ڈر سے جسکے پاس سوائے جذبہ ایمانی کے اور کوئی مافوق الفطرت طاقت نہیں۔ زندگی بیشک بڑی عزیز متاع ہے۔ لیکن موت کے خوف سے بالاتر ہو کر مردوں کیطرح زندہ رہنا اس سے بھی بڑا افتخار ہے شیکسپئر اپنے شہرہ آفاق ڈرامے جولیس سیزر میں کہتے ہیں کہ بزدل موت سے پہلے بار بار مرتے رہتے ہیں۔ لیکن بہادر موت کا مزا صرف ایک بار چکھتے ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ سکیورٹی کے یہ

شرمناک انتظامات صدر کی ذاتی خواہش پر کیے گئے یا یہ سی آئی اے اور دوسری ایجنسیوں کا شاخسانہ تھا۔ لیکن ہمارے ہاں دارالحکومت کے دونوں جڑواں شہروں میں زندگی تقریباً دو روز تک معطل رہی اور چہار اطراف سے اسلام آباد آنیوالوں کو واپس لوٹایا جاتا رہا۔

حقائق سے چشم پوشی ایک عالمی طاقت کے سربراہ کو جو بزعم خود انسانی بنیادی حقوق کا چیمپئن۔ عالمی جمہوریت کا محافظ۔ حق وانصاف کی حامی قوتوں کا علمبردار اور اقوام متحدہ کے چارٹر کا ٹھیکہ دار بنا بیٹھا ہو۔ زیب نہیں دیتی۔ اس چارٹر کے مطابق اپنی آزادی کی جنگ لڑنے والے کشمیری مجاہدین کو دہشت گرد قرار دے کر صدر امریکہ نہ صرف دانش ورانہ بد دیانتی کا مرتکب ہوا ہے' بلکہ اس نے اخلاقی اقدار کی بے حرمتی بھی کی ہے۔ پاکستانی عوام کو مخاطب کرنے سے پہلے کاش صدر امریکہ امریکہ جہاد اور دہشت گردی کا فرق معلوم کر لیتے۔ سوا کروڑ کشمیری دس سال سے ظلم کی ایک ایسی چکی میں بھارتی افواج کے ہاتھوں پس رہے ہیں جو اپنے پانچ روزہ دورہ بھارت کے درران نہ صدر امریکہ کو نظر آسکی اور نہ ہی ان کے بنیادی انسانی حقوق کی پامالی کو وہ محسوس کر سکے۔ حالانکہ 35 کشمیری سکھوں کے قتل کا واقعہ انکی بھارت میں موجودگی کے دوران ہوا۔ امریکی صدر کا بھارت کی طرف جھکاؤ پاکستانی عوام نے ان کے دورہ بھارت کے اختتام پر شدت سے محسوس کیا ہے۔ اور وہ اس رویے کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

کرنل بلیک برن کی بیان کی ہوئی امریکنوں کی تمام کمزوریاں ایک طرف لیکن سپر پاور ہوتے ہوئے بزدلی کی اس حد تک جانا مجھے کچھ عجیب سا لگتا ہے۔ اگر اس سارے تماشے کا مقصد اقتصادی طور پر بدحال پاکستان کو جواب مسلم دنیا کی واحد ایٹمی قوت ہونے کا دعوے دار ہے۔ صرف اسکی حیثیت کا احساس دلانا مقصود تھا تو امریکن بین الاقوامی سطح پر ہماری توہین کرنے میں یقیناً کامیاب رہے ہیں۔ اور یہ ہماری سفارتی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت اور ہماری وزارت خارجہ کے چہرے پر لگی کالی سیاہی کے بدنما داغ سے کسی طرح کم نہیں جب کہ آپ کا مہمان آپ کے گھر آکر آپ کو دھمکیاں بھی دے جائے۔ اور نصیحتوں کے کوڑ میں لپیٹ کر جوتے بھی مار جائے۔ ؎

تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

۷۵۴

دار العلوم کے شب و روز

جناب شفیق الدین فاروقی

مولانا فضل الرحمان صاحب کی دار العلوم تشریف آوری :- گزشتہ دنوں جمعیت علمائے اسلام (ف) کے امیر مولانا فضل الرحمان صاحب حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کے لئے انکی رہائش گاہ پر تشریف لائے۔ مولانا مدظلہ کی غیر موجودگی میں آپ نے مولانا حامد الحق اور مولانا راشد الحق سے ملاقات کی اس موقع پر آپ نے دار العلوم حقانیہ اور حضرت شیخ الحدیث مولانا عبد الحق صاحبؒ کے خاندان کے بارے میں نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ آپ نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے جامعہ حقانیہ میں کامل نو' دس برس حصول علم میں گزارے ہیں ۔اور دار العلوم کے ہزاروں طلباء میں سے میں واحد طالب علم ہوں کہ جس کے لئے حضرت مولانا عبد الحق صاحبؒ کے گھر سے خصوصی کھانا آتا تھا۔ اور میں اب بھی خود کو دار العلوم اور اس خاندان کا ایک فرد سمجھتا ہوں۔ اور میری ہمیشہ خواہش ہوتی ہے کہ اکوڑہ خٹک سے گزرتے ہوئے ضرور یہاں دار العلوم اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب سے ملنے کے لئے رُکوں۔ ہم مولانا فضل الرحمان صاحب کی ان نیک خواہشات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

جرمن سفارت کاروں کی دار العلوم آمد :- گزشتہ ہفتے جرمن ایمبیسی کے دو سینئر اہم سفارت کار فرسٹ سیکرٹری Dr. Ralf Teepe اور Mr. Hasko Haberlah نے دار العلوم کا دورہ کیا۔ آپ نے دار العلوم کے مختلف شعبوں کا معائنہ کیا۔ سفارت کاروں نے دوران گفتگو اس بات کا اعتراف کیا کہ یہاں بہت سی صحیح باتوں کا ہمیں پہلی مرتبہ علم ہوا جس کا پہلے ہمیں علم نہیں تھا۔ اور مغربی پریس نے مدارس اسلامیہ کے خلاف جو پروپیگنڈہ شروع کیا ہے وہ جانبدارانہ ہے۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی غیر موجودگی میں آپ نے مولانا حامد الحق اور مولانا راشد الحق سے تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔ اور مختلف عالمی اور خصوصاً دینی مدارس کے بارے میں بات چیت کی۔

قطر کے معروف ٹی وی چینل 'الجزیرہ' کا دار العلوم حقانیہ کے بارے میں ڈاکومنٹری پروگرام :

دار العلوم میں دنیا بھر کے صحافیوں کی آمد حسب سابق جاری ہے۔ اس سلسلے میں گزشتہ ہفتے معروف عرب ٹی وی چینل "الجزیرہ" کی ٹیم نے دار العلوم حقانیہ کا تفصیلی دورہ کیا۔ جس نے

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے ڈھائی گھنٹوں پر محیط تفصیلی انٹرویو ریکارڈ کیا۔ اسکے علاوہ مختلف اساتذہ، طلباء اور مدرسے کے اسٹاف سے انٹرویوز ریکارڈ کئے۔ یہ پروگرام گزشتہ ہفتے پورے عالم عرب میں دکھایا گیا۔ اور لوگوں پر دینی مدارس کی اہمیت واضح ہوئی۔

جرمن صحافیوں کی دارالعلوم آمد :- گزشتہ دنوں جرمنی کے مشہور اخبار کے نمائندے دارالعلوم تشریف لائے۔ اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے دینی مدارس کے کردار، پاکستان میں اسلامی انقلاب اور تحریک طالبان اور دیگر عالمی امور پر تفصیلی انٹرویو ریکارڈ کیا۔ بعد میں آپ نے دارالعلوم کے مختلف شعبے دیکھے اور طلباء کے انٹرویوز ریکارڈ کئے۔

ڈنمارک کے صحافیوں کی دارالعلوم آمد :- اسی طرح ڈنمارک کے اخبار انفارمیشن (Information) کی چیف رپورٹر لول ریبکا نے بھی دارالعلوم کا وزٹ کیا اور مولانا مدظلہ سے تبادلہ خیال کیا۔ آپکے ہمراہ انگریزی کے اخبار "نیشن" کے صحافی جناب شمیم صاحب بھی تشریف لائے تھے۔

نائب مہتمم حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ کی مصروفیات :-حضرت مولانا مدظلہ نے 18 اپریل کو وفاقی سیکرٹری داخلہ جناب حسن پاشا کی زیر صدارت اسلام آباد میں ملک کے اہم دینی مدارس وجامعات کے منتظمین ومہتممین کے اہم اجلاس میں شرکت فرمائی۔ 3 مئی کو وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے اہم دہنگامی عاملہ کے اجلاس میں ملتان کے لئے تشریف لے گئے۔ اور اجلاس میں بعض اہم امور پر طویل غور وخوض ہوا اور اہم فیصلے کئے گئے۔ 11 مئی کو وفاقی وزیر داخلہ جناب جنرل (ر) معین الدین حیدر کی زیر صدارت اسلام آباد میں ملک میں دینی مدارس پر مشتمل پانچ وفاقھائے مدارس کے منظمین کے اعلیٰ سطحی اجلاس میں شرکت فرمائی اور دینی مدارس کے بارے میں جاری منفی پروپیگنڈے کا مدلل انداز میں دفاع کیا۔ اجلاس کے آخر میں وزیر داخلہ نے علی الاعلان تسلیم کیا کہ % 99.9 مدارس دہشت گردی و فرقہ واریت میں ملوث نہیں۔ وفاق کے شرکاء نے حکومت کو چیلنج کیا کہ اگر اس جرم کے مرتکب مدارس کی فہرست حکومت کے پاس ہے تو ہمیں مہیا کی جائے تا کہ مختلف وفاق ان کی سرکوبی کر سکیں۔ مگر حکومت آج تک ایسے کسی ایک بھی مدرسے کی نشاندہی نہ کر سکی۔ یہ صرف اور صرف بدنیتی پر مبنی پروپیگنڈہ ہے۔

☆☆☆

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ کو صدمہ

دارالعلوم حقانیہ کے شیخ الحدیث رئیس الافتاء اور ملک کی نامور روحانی شخصیت حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ کی اہلیہ محترمہ گزشتہ ماہ بقضائے الٰہی انتقال کر گئیں۔ نماز جنازہ میں کثیر تعداد میں مشائخ و علما، فضلاء، طلباء علوم دینیہ دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ و طلبہ اور عام مسلمانوں نے شرکت کی۔ حضرت مہتمم صاحب اور نائب مہتمم صاحب اسفار کی وجہ سے جنازہ میں شرکت نہ کر سکے۔ بعد ازاں انکے گاؤں زروبی ضلع صوابی جا کر انکے ساتھ اس عظیم سانحہ پر تعزیت کی۔ ادارہ حضرت مفتی صاحب مدظلہ مولانا مفتی رشید احمد صاحب و مولانا حافظ حسین احمد صاحب اور دیگر افراد خانہ و پسماندگان کے ساتھ اس غم میں برابر کا شریک ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنی جوار رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور حضرت مفتی صاحب مدظلہ کو صحتِ کاملہ سے نوازے

کل پاکستان حفاظ قرآن نونہالان اسلام کا

مقابلہ حفظ قرآن

برنامج تحفیظ قرآن کریم انٹرنیشنل اسلامک ریلیف آرگنائزیشن (رابطہ عالم اسلامی) سعودی عرب

کل پاکستان نونہالان اسلام مقابلہ حفظ قرآن کا اہتمام کر رہا ہے جس میں درج ذیل شرائط کے حامل حفاظ کرام شرکت کر سکتے ہیں۔

شرائط شرکت

۱۔ بچہ مکمل حافظ قرآن ہو۔ ۲۔ عمر دس سال تک ہو۔

۳۔ مہتمم مدرسہ / اپنے استاد / سکول پرنسپل سے حفظ و عمر کی تصدیق اور تین عدد فوٹوز کے ساتھ درخواست دیں۔

۴۔ مدارس اپنے کم عمر حفاظ کے لیے مدرسہ کی طرف سے درخواست دے سکتے ہیں۔

انعامات

۱۔ کامیاب طلبہ کے لیے عمرے کے ٹکٹ اور سعودی عرب میں مقدس مقامات کی زیارت کا انتظام نیز نقد انعامات۔

۲۔ کامیاب طلبہ کے مدرسین کے لئے بھی نقد انعامات ۳۔ قرآن پاک کے کیسٹ ۴۔ دیگر قیمتی انعامات

نوٹ: درخواست دینے کی آخری تاریخ 20 جون 2000ء

پہلے مرحلہ میں مختلف مقامات پر ذیلی مقابلے ہوں گے۔ آخری مقابلہ اسلام آباد میں 18 اگست کو ہوگا۔

مقابلہ میں شرکاء کے لئے آمدورفت قیام و طعام بذمہ ادارہ ہوگا۔

رابطہ و معلومات

مطیع الرحمن (...) برنامج تحفیظ قرآن کریم۔ پاکستان

پوسٹ بکس 1850 ... پاکستان Tel :435113-4 Fax :449247

تبصرہ کتب

.... مولانا محمد ابراہیم فانی صاحب

نام کتاب : تبلیغ مستورات سے ازالہ شبہات — تالیف : مولانا حافظ شوکت علی

صفحات : 178 — قیمت : ۳۰ روپے

ملنے کا پتہ : موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

وہ آیات کریمہ اور احادیث نبویہؐ جس میں امت مسلمہ کو دعوت الی اللہ اور فریضہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ادائیگی کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ اپنی عمومیت کے اعتبار سے امت کے ہر فرد خواہ مرد ہو یا عورت دونوں کو متوجہ ہیں۔ اور جس طرح کہ ایک مرد ایمان و یقین کی محنت اور اصلاح عقائد و اعمال کو محتاج ہے اس طرح عورتوں کو بھی ایمان و عمل کی پختگی، اسلامی اطوار پر عمل پیرا ہونے، رسومات سے اجتناب اور اقوال و افعال کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے تبلیغی جماعت والوں نے مستورات کی تبلیغ کا پروگرام ترتیب دیا ہے۔ اور اس کے لئے کڑی شرائط اور سخت اصول وضع کئے۔ جس سے بحمد للہ بہترین نتائج سامنے آئے ہیں۔ چونکہ یہ کام انتہائی احتیاط اور حزم کا متقاضی ہے اور موجودہ پُر فتن دور میں جبکہ ہر سو فساق و فجار اور اوباش و مادر پدر آزاد نوجوانوں کے غول کے غول دندناتے پھر رہے ہیں۔ اندریں حالات خدانخواستہ اگر کوئی نازیبا حرکت صادر ہو جائے یا کوئی ایسا حادثہ پیش آجائے جس سے دین اور اہل دین کو نقصان پہنچ جانے کا خدشہ ہو تو اس سے نہ صرف یہ خالص دینی اصلاحی اور دعوتی تحریک بدنام ہو جائیگی بلکہ اس کا اثر مرد حضرات کی دعوت و تبلیغ پر بھی پڑ جائیگا۔ اس لئے مختلف حضرات کی طرف سے بعض خدشات کا اظہار کیا گیا اور اس بارے میں مختلف استفسارات سامنے آئے۔ زیر تبصرہ کتاب میں فاضل مرتب مولانا حافظ شوکت علی صاحب نے جامعہ حقانیہ کے اکابر و مشائخ اور علما و اساتذہ کے تبلیغ مستورات کے فتوے کے بارے میں ارشادات ہے اور ملفوظات قلمبند کئے ہیں۔ اس کے علاوہ ملک کے دیگر علماء و مشائخ حضرات اور مفتیان عظام کے فتاویٰ یکجا کئے ہیں جس سے ان تمام خدشات کا قلع قمع کیا گیا ہے جو تبلیغ مستورات کے متعلق ظاہر کئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں دعوت و تبلیغ کی اہمیت و افادیت پر انتہائی قیمتی مواد مختصر مگر جامع کتاب

میں موجود ہے۔ ابتداء میں دار العلوم حقانیہ کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا قیمتی اور پر مغز پیش لفظ ہے۔ جس میں آپ نے اس امر کی وضاحت کی ہے کہ تبلیغ مستورات کے بارے میں یہی ہمارا موقف ہے جو اس کتاب میں پیش کیا گیا ہے۔

کتاب کی افادیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ انتہائی قلیل مدت (یعنی تین مہینے کے اندر اندر) میں اسکا ایک ایڈیشن ختم ہوگیا ہے اور اب دوسرا ایڈیشن تیاری کے مراحل میں ہے۔

....

نام کتاب : زاد الابرار　　تالیف : مولانا مفتی محمد ارشاد صاحب قاسمی

ضخامت : ۱۹۰ صفحات　　قیمت : ۱۰۰ روپے

ناشر : زمزم پبلشرز اردو بازار کراچی۔

پیش نظر رسالہ زاد الابرار فی الصلوۃ علی النبی المختار المعروف بہ خزینہ درود شریف میں درود پاک کے فضائل خواص دینی اور دنیاوی برکات و ثمرات مختلف صیغوں کے مختلف آثار خواص و فضائل مخصوص فضائل قصص و واقعات احکام مسائل و آداب وغیرہ دیگر ضروری متعلقہ امور کے ساتھ درود پاک کے چالیس ایسے مسنون صیغے جو احادیث معتبرہ سے منقول ہیں۔ اسی طرح تحیات و سلام کے دس مسنون صیغے جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں مزید فائدے کے لئے ذکر کردیئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں صحابہ کرامؓ، تابعین عظام، اولیاء و اقطاب کی جانب منسوب درود کے صیغے بھی شامل ہیں۔ آخر میں بترتیب ایام سات منزلیں دی گئی ہیں۔ جو تقریباً ۲۱۸ درود شریف میں مزید افادیت کے لئے، آخر میں ستر استغفار ہیں۔ مولانا مفتی ارشاد القاسمی کا مرتب کردہ یہ رسالہ صلوۃ و سلام اور درود پاک کی ایسی حسین مالا ہے جس سے نہ صرف روح کو بالیدگی اور طراوت ملتی ہے بلکہ انسان جذب و شوق کے ایسے احساسات و کیفیات سے سرشار ہو جاتا ہے جسکے سامنے دینوی لذتوں کی شرینی ماند پڑ جاتی ہے۔ کتاب کی ترتیب میں زیادہ تر علامہ سخاوی کی القول البدیع کو مرجع اور منبع بنایا گیا ہے۔ زمزم پبلشرز نے اس کی ظاہری حسن کو بھی اجاگر کر کے رسالہ کو مزید جاذب نظر بنایا ہے۔ عامۃ المسلمین کو اس سے ضرور مستفید ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔ تاکہ شافع یوم جزاء کی شفاعت کا مستحق ٹھہریں۔

.......()()()().............

GO ANYWHERE
YOU WANT TO
GO
SOHRAB
MOUNTAIN BIKE
OVAL SHAPE
24" & 26" Size
CYCLING REDUCES POLLUTION
◆ MULTI SPEED GEARS
◆ SPECIAL SIZE TYRES
◆ IMPORTED BRAKES
PAKISTAN'S NO.1 BICYCLE

Regd No. P-90 Monthly "Al-Haq" Akora Khattak

Adarts-HRA-11/96 (R)